عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
قیمت ۱۰ روپے
جلد: ۳۱ | ۲۳ تا ۳۰ رجمادی الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اپریل ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۱۵

عورت اسلام کی محافظ

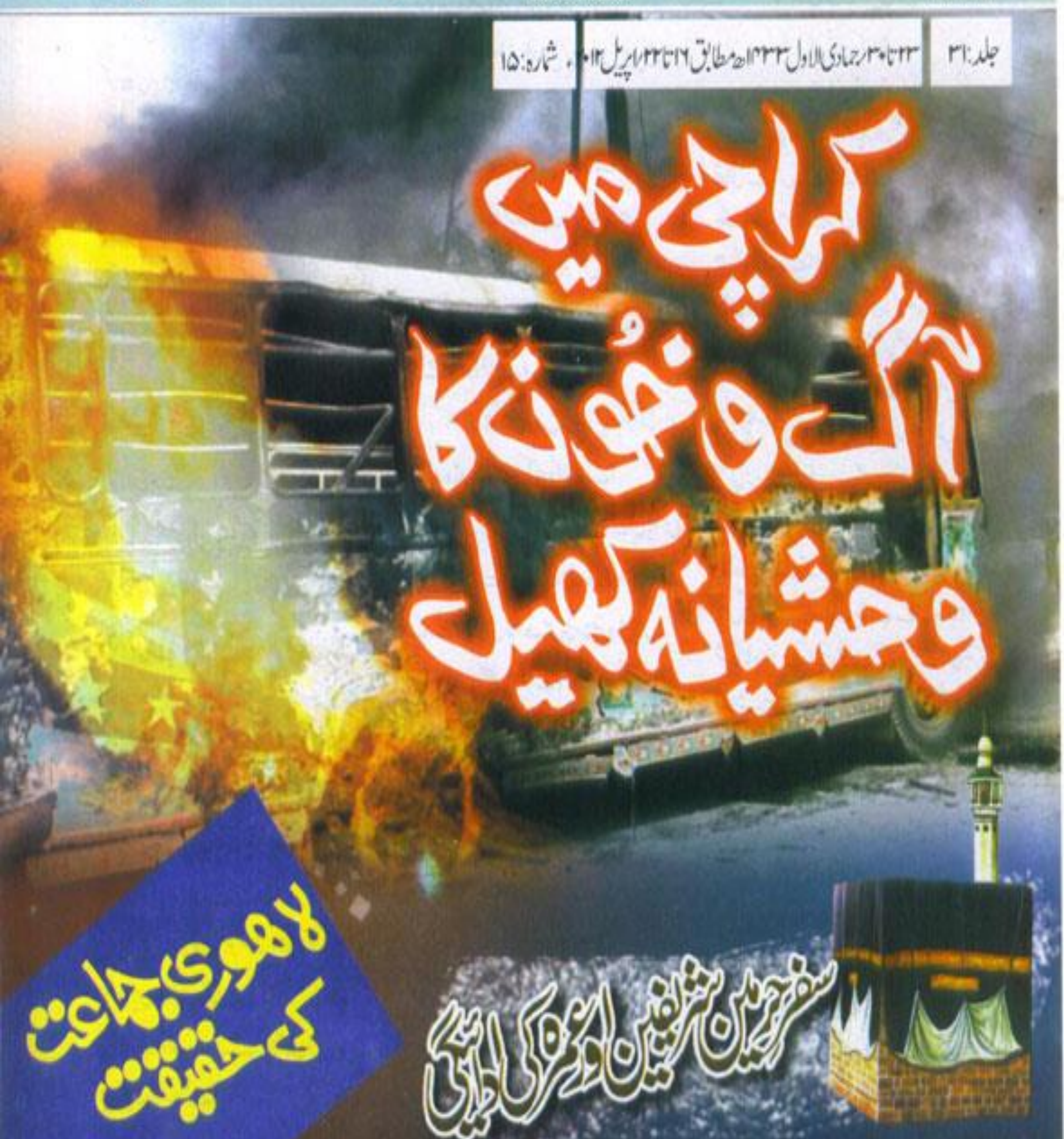

کراچی میں آگ و خون کا وحشیانہ کھیل

لاہوری جماعت کی حقیقت

سفر حرمین شریفین و عمرہ کی ادائیگی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org

معذور کس طرح نماز ادا کرے؟

آفتاب احمد شمسی، کراچی

س:...... حالیہ چند سالوں سے مساجد میں کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے کہ جس کسی کو ذرا سی تکلیف ہوئی بوڑھا ہو یا جوان صف کے بیچ میں یا اس کے کنارے میں بیٹھ کر نماز پڑھتے دکھائی دے رہا ہے، گو کہ مجبوری کا بھی درجہ ہوسکتا ہے، لہٰذا اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں جوابات درکار ہیں:

۱:... کیا کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

ج:... معذور اور مریض کے لئے جائز ہے، ایسا مریض جو بالکل کھڑا نہ ہوسکتا ہو یا کھڑا ہونے سے مرض کی زیادتی کا یا دیر میں اچھا ہونے کا یا چکر آنے کا خوف ہو یا کھڑا ہونے سے بدن میں کسی جگہ شدید اور ناقابل برداشت درد ہوتا ہو، ان سب صورتوں میں قیام ترک کردے اور بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھے یا پھر وہ مریض جو قیام یا رکوع تو کرسکتا ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا، اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ یعنی رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے۔

۲:... وہ لوگ جو صرف سجدہ کرنے سے قاصر ہیں، وہ کرسی رکھ کر صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور سجدہ و قعدہ کرنے کے لئے کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج:... درست نہیں، درست یہ ہے کہ وہ لوگ بیٹھ کر نماز ادا کریں، خواہ زمین پر بیٹھیں یا کرسی پر یا جیسے انہیں سہولت ہو۔

۳:... بعض اشخاص کرسی صف میں رکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں، قیام اور رکوع امام کے ساتھ کھڑے ہوکر کرتے ہیں اور سجدہ کرسی پر بیٹھ کر اشاروں سے کرتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج:... صحیح نہیں، جو شخص رکوع یا سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو وہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے خواہ وہ قیام یا رکوع کرسکتا ہو۔

۴:... جو شخص رکوع، سجود، قیام کرسکتا ہے اور قعدہ میں بیٹھ نہیں سکتا وہ کیا کرے؟

ج:... دو زانو، چار زانو یا گھٹنوں کے بل یا جس طرح آسانی سے بیٹھ سکتا ہے بیٹھ جائے، ایسے معذور کے لئے تشہد کی سی حالت میں بیٹھنا ضروری نہیں۔

۵:... بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اگر امام کے ساتھ جماعت میں کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو ہر رکن بیٹھ کر ہی ادا کریں، کیونکہ اس طرح قیام میں رکوع کرنے سے صف سے باہر ہوجاتا ہے؟

ج:... جماعت کے ساتھ بھی معذور اور مریض کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے، رکوع کے لئے تھوڑا جھکے اور سجدے میں اس سے زیادہ جھکے تاکہ سجدہ رکوع سے ممتاز ہوجائے۔ واللہ اعلم۔

مولانا محمد اعجاز مصطفی

ہاتھوں کی لکیریں دیکھنا

محمد خان، کراچی

س:...... پامسٹری یعنی ہاتھ کی لکیریں دیکھنا، جبکہ یہ عقیدہ ہو کہ مکمل اختیار اور یقینی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو علم غیب نہیں، بلکہ ہاتھ پر موجود لکیریں ان کی طرف اشارہ کرتی ہیں کیا یہ گناہ ہے؟ اس سے عمل صالح اور نماز وغیرہ نہیں ہوتی؟ کیا ایک مسلمان ایسا کرسکتا ہے؟ اور اگر خدمت کی نیت سے کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

ج:...... ہاتھ دیکھنا، دکھانا اور اس کے ذریعے مستقبل کی خبریں بتانا اصطلاحی اعتبار سے ''کہانت'' کہلاتا ہے، جس کے بارے میں احادیث مبارکہ اور کتب فقہ میں وضاحت کے ساتھ یہ حکم ہے کہ ایسا عمل کرنا اور ایسے شخص کے پاس صحیح عقیدے اور نیک جذبے کے ساتھ جانا بھی شرعاً ناجائز ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے۔ اس لئے مذکورہ عمل کرنا جائز نہیں اور واقعۃً ایسے شخص کی عبادات اور اعمال صالحہ قبول نہیں ہوتے، حدیث شریف کے مطابق اگر کوئی صحیح عقیدے کے باوجود از روئے امتحان بھی کسی کاہن کے پاس جائے تو اس کی ۴۰ دن تک عبادات قبول نہیں ہوتیں۔ الغرض یہ عمل صرف فسق ہی نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر کفر تک پہنچنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے، اس لئے ناجائز ہے، اور اس عمل میں مسلمانوں کی دینی اعتبار سے کوئی بھلائی اور خدمت نہیں ہے، کوئی مسلمان اس پر عمل نہ کرے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ ۲۳ تا ۳۰/ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/ اپریل ۲۰۱۲ء شمارہ:۱۵

اس شمارے میں!

کراچی میں آگ و خون کا وحشیانہ کھیل	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
سفر حرمین شریفین اور عمرہ کی ادائیگی	۷	محمد وسیم غزالی
اسلام کا بول بالا ہونا چاہئے	۱۱	طیبہ ضیاء
عورت... اسلام کی محافظ	۱۳	جمال عبداللہ عثمان
مولانا فقیر محمد...	۱۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
آپ ﷺ کا استقلال!(۷)	۱۷	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی
لاہوری جماعت کی حقیقت!	۱۹	مفکر اسلام مولانا مفتی محمود
ختم نبوت کانفرنس تونسہ شریف	۲۳	مولانا غلام اکبر ثاقب
ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ	۲۷	مولانا تجمل حسین

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London. SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا

"امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر تم حق تعالیٰ شانہٗ پر ایسا بھروسہ اور اعتماد کرتے جیسا کہ اس کا حق ہے تو تم کو اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے، کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس آتے ہیں۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۷،۵۸)

توکل کے معنی ہیں اپنے تمام کاموں میں حق تعالیٰ شانہٗ کو وکیل اور کارساز بنانا، اور ان کے علم، ان کی قدرت اور ان کی رزّاقیت پر اعتماد و بھروسہ کرنا، قرآن کریم اور حدیث پاک میں توکل کے بہت سے فضائل ارشاد ہوئے ہیں، حق تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" (الطلاق:۳) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے وہ اس کو کافی ہے۔

اس حدیث پاک میں توکل کا اعلیٰ ترین مرتبہ اور اس کا ثمرہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر تم معاش کے سلسلے میں حق تعالیٰ شانہٗ پر کامل بھروسہ کرتے تو حق تعالیٰ شانہٗ ظاہری اسباب کے بغیر اسی طرح تمہاری پرورش فرماتے جس طرح پرندوں کی پرورش ہو رہی ہے، وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسبابِ معاش کا بالکلیہ ترک کر دینا ہر شخص کا کام نہیں، نہ ہر شخص اس کا مکلف ہے، البتہ تین باتیں ہر شخص کو لازم ہیں، ایک یہ کہ کسبِ معاش کے لئے صرف ایسے اسباب اختیار کرے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے، غیر مشروع اور ناجائز اسباب سے احتراز کرے۔ دوم یہ کہ اسباب کو اسباب کے درجے میں رکھ کر اختیار کرے، ان کو موٴثر حقیقی نہ سمجھے، بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ اسباب محض ظاہری علامات ہیں، ورنہ موٴثر حقیقی محض حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت و مشیت ہے، حق تعالیٰ چاہیں تو ان ظاہری اسباب کے بغیر بھی عطا فرماسکتے ہیں، اور اگر نہ دینا چاہیں تو سارے اسباب بے کار ہیں۔ سوم یہ کہ اسباب کو بقدرِ ضرورت اختیار کرے، ان میں اس قدر غلو و انہماک نہ کرے کہ انہیں اسباب میں اُلجھ کر رہ جائے اور حق تعالیٰ شانہٗ کی طاعت و بندگی کے لئے فارغ نہ ہوسکے۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے، ایک کام کاج کیا کرتا تھا، اور دُوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیتا۔ کام کرنے والے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بھائی (کے کام نہ کرنے) کی شکایت کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شاید تجھے بھی اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۵۸)

اس حدیث میں اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ کام کرنے والے یوں نہ سمجھیں کہ ہمارے کام کرنے کی بدولت رزق ملتا ہے، بلکہ ہوسکتا ہے کہ دُوسرے لوگ جو کام کاج نہیں کرسکتے، یا دینی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے دُنیوی کام نہیں کرتے، ان کی برکت سے کام کرنے والوں کو بھی رزق عطا کیا جاتا ہو۔ دُوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ تمہیں کمزور لوگوں کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے۔ کسان کاشت کرتا ہے اور اس کی کاشت کی ہوئی کھیتی سے چرند پرند اور کیڑے مکوڑے مستفید ہوتے ہیں، کسان تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب اس کی کمائی کھا رہے ہیں، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان چیزوں کی برکت سے کسان کو رزق عطا فرماتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت عبید اللہ بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص ایسی حالت میں صبح کرے کہ اپنی ذات کے بارے میں امن سے ہو، بدن دُرست ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو، تو یوں سمجھو گویا ساری دُنیا اپنے ساز و سامان کے ساتھ سمٹ کر اس کے پاس جمع ہوگئی ہے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۸)

مطلب یہ کہ امن و عافیت اور قدرِ کفاف روزی یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ جس شخص کو حاصل ہوں تو گویا دُنیا کی ساری دولتیں اس کے پاس جمع ہیں، کیونکہ دُنیا کا ساز و سامان انہی تین نعمتوں کے حصول کے لئے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو یہ نعمتیں عطا فرمادے تو دُنیا کے مال و جاہ اور عزت و منصب کی ہوس بے کار ہے۔ اس حدیثِ پاک میں ایک تو ان نعمتوں پر شکرِ الٰہی بجالانے کی تعلیم ہے، دُوسرے قناعت کی تلقین ہے، کیونکہ دُنیا کا ساز و سامان جتنا زیادہ بڑھے گا، قلب کو اتنی تشویش ہوگی، افکار اور پریشانیوں میں اتنا ہی اضافہ ہوگا، راحت و سکون اور امن و عافیت، جس کا ہر شخص متلاشی ہے، اسی وقت میسر آسکتی ہے جب قلب عطائے الٰہی پر قانع ہوجائے، اور زائد از ضرورت چیزوں کی طلب اور ہوس اس کے اندر سے مٹ جائے۔ ☆☆

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

کراچی میں آگ وخون کا وحشیانہ کھیل!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

" قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ....." (الانعام:۶۵)

ترجمہ: "تو کہہ اُسی کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑادے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھادے ایک کو لڑائی ایک کی...." (تفسیر عثمانی)

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی قسم کے عذابات کا تذکرہ کیا ہے۔ آسمانوں سے پتھروں کا برسنا، زمین کا دھنسنا، زلزلوں کا آنا، اسی طرح قوموں، جماعتوں اور پارٹیوں کا آپس میں لڑنا بھڑنا۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی یہ مختلف شکلیں ہیں، جو گزشتہ اقوام پر نمودار اور وقوع پذیر ہوتی رہی ہیں، انہیں عذابات کی شکلوں میں سے ایک شکل نے آج کل ہمارے روشنیوں کے شہر کراچی کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، حکومت میں شامل تین جماعتوں کی باہم کش مکش، دنگا فساد اور جلاؤ گھیراؤ کی سیاست نے عوام الناس میں افراتفری، خوف وہراس اور عدم تحفظ کا احساس ایک بار پھر پیدا کر دیا ہے۔ بے گناہ شہریوں کے قتل عام اور ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔

حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے خون کی حرمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: اگر آسمان وزمین کی تمام مخلوق ایک مسلم کے قتل میں شریک ہو جائے تو اس ایک جان کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۹۴)

سنن ابن ماجہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور بیت اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے بیت اللہ! تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری فضا کتنا پاکیزہ اور معطر ہے، تو کتنا عظیم ہے اور تیری عزت وحرمت کتنا عظیم ہے، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، ایک مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے کہیں زیادہ ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۹۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک کلمہ بول کر مومن کے قتل میں قاتل کی مدد کی ایسا آدمی قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے سامنے آئے گا تو اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا کہ یہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کیا گیا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۹۳)

اس قتل وغارت اور لوٹ مار سے جہاں ہم سب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں سے کوسوں دور ہو چکے ہیں، وہاں ہماری عوام، تاجر برادری، مزدور، آجر، اجیر اور ٹرانسپورٹر حضرات سب اپنے آپ کو اور اپنے سرمایہ کو غیر محفوظ تصور کر رہے ہیں۔ لیجئے اس آگ وخون کے وحشیانہ کھیل کی ادنیٰ سی جھلک روزنامہ جنگ کراچی کی درج ذیل خبر میں ملاحظہ ہو:

"....پولیس کے مطابق منگل کو علی الصبح قریباً پونے ۶ بجے تھانہ پی آئی بی کالونی کی حدود، پی آئی بی کالونی پر پولیس کوارٹر میں واقع مکان نمبر ۲/۲۲ میں بعض مسلح افراد داخل ہوئے اور اندھادھند فائرنگ کر دی، جس کے نتیجے میں ۳۷ سالہ منصور مختار ولد مختار احمد جاں بحق اور

ان کے بڑے بھائی ۴۳ سالہ مسعود مختار اور مسعود کی اہلیہ عظمیٰ مسعود شدید زخمی ہوگئیں، فائرنگ کے بعد حملہ آور فرار ہوگئے جبکہ مقتول کی لاش اور زخمیوں کو لیاقت نیشنل اسپتال پہنچایا گیا، جہاں بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مسعود مختار بھی جاں بحق ہوگئے۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی ایم کیو ایم رابطہ کمیٹی کے رکن اور صوبائی وزیر صحت ڈاکٹر صغیر احمد، متحدہ کے دیگر رہنما اور کارکن بڑی تعداد میں اسپتال اور منصور مختار کے گھر پہنچ گئے، واقعے کے بعد کراچی بھر میں جلاؤ گھیراؤ، فائرنگ اور ہنگاموں کا سلسلہ شروع ہوگیا، اس دوران مختلف علاقوں میں فائرنگ اور چھریوں کے وار سے آٹھ سالہ بچے سمیت ۱۰ افراد جاں بحق اور ۱۸ زخمی ہوگئے، جن میں سے ۲ زخمیوں کے لواحقین نے الزام لگایا کہ وہ رینجرز کی فائرنگ سے زخمی ہوئے جبکہ ایک پولیس موبائل سمیت ۴۴ گاڑیاں جلادی گئیں، فائرنگ اور جلاؤ گھیراؤ کے سبب پورے شہر میں کشیدگی پھیل گئی، تمام کاروبار اور دکانیں بند ہوگئیں، تعلیمی اداروں میں تدریسی سرگرمیاں معطل رہیں، امتحانات ملتوی کردیئے گئے، جبکہ اسپتالوں میں آپریشن بھی نہیں ہوئے، سڑکوں سے پبلک ٹرانسپورٹ غائب ہوگئی، پولیس کے مطابق تھانہ شرافی گوٹھ کی حدود کورنگی، سنگر چورنگی کے قریب باغ کورنگی میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ۵۰ سالہ رضوان احمد خان ولد فضل احمد خان ہلاک ہوگیا، تھانہ پاکستان بازار کی حدود اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۵-ڈی، خانقاہ مسجد کے قریب فائرنگ سے گھر کے باہر کھڑا ہوا ۲۴ سالہ حجام محمد علی ولد محمد افضل ہلاک ہوگیا۔ تھانہ جمشید کوارٹرز کی حدود جہانگیر روڈ، تین ہٹی کے قریب فائرنگ سے رکشہ نمبر ۱۵۶۹۰-ڈی کا ڈرائیور ۳۵ سالہ عبدالرشید ولد عبدالخالق ہلاک اور ۲۵ سالہ ندیم زخمی ہوگیا، عبدالرشید کے سر میں گولی لگی، تھانہ بلوچ کالونی کی حدود محمود آباد، منظور کالونی، گجر چوک، انٹرنیشنل بیکری کے قریب فائرنگ سے ۵۵ سالہ اعظم حسین ولد راشد حسین ہلاک ہوگیا۔ تھانہ لانڈھی کی حدود لانڈھی شیر پاؤ کالونی نمبر ۲، چاول گودام کے قریب فائرنگ سے ۲۸ سالہ عبدالصمد ولد حسن خان ہلاک ہوگیا۔ لانڈھی میں فائرنگ سے آٹھ سالہ بچہ محمد کبیر ولد محمد عنایت، احسان آباد میں ۲۷ سالہ اصغر خان ولد اویس خان، نارتھ کراچی میں ۲۳ سالہ شہزاد ولد سید عالم جبکہ عزیز آباد، بھنگوریہ گوٹھ میں ۳۵ سالہ زردار خان ولد بہادر خان ہلاک ہوگیا، مزید برآں لانڈھی ۸۹ میں فائرنگ سے ۲ نوجوان کامران اور نوید بھی زخمی ہوئے، علاقہ مکینوں نے الزام عائد کیا کہ دونوں نوجوان رینجرز کی فائرنگ سے زخمی ہوئے۔ انہوں نے لانڈھی بابر مارکیٹ پر رینجرز کے خلاف احتجاجی مظاہرہ بھی کیا۔ علاوہ ازیں ہنگاموں کے دوران شہر کے مختلف علاقوں میں ۴۴ گاڑیاں جلادی گئیں.....'' (روزنامہ جنگ کراچی ۲۸؍ مارچ ۲۰۱۲ء)

جہاں ایک ہفتہ کے دوران مسلسل تین احتجاجی ہڑتالیں ہوں، وہاں تاجر حضرات اپنے ملازمین کی تنخواہیں، اپنے دفاتر کے اخراجات اور گھریلو ذمہ داریوں کو کہاں سے نبھا پائیں گے؟ اسی طرح ان احتجاجی ہڑتالوں سے غریب، مزدور اور روزانہ دہاڑی پر کام کرنے والا طبقہ فاقوں تک نہیں پہنچے گا تو اور کیا ہوگا۔ ان حالات کے باوجود مقتدر اور حکمران طبقہ کو اپنے بیرونی دوروں سے فرصت نہیں مل رہی، ان حالات میں مقامی حکومت، انتظامیہ اور امن و امان قائم رکھنے کے ذمہ دار افسران، امن و امان کی بحالی میں بُری طرح ناکام اور بے بس نظر آتے ہیں۔ قاتل اور دہشت گرد دندناتے پھرتے ہیں اور حکومت کے کرتا دھرتا مصلحتوں کا لبادہ اوڑھے تماش بین کا کردار ادا کرتے نظر آرہے ہیں۔

ہمارا وجدان کہتا ہے کہ ان حالات کے پس منظر میں کوئی گہری سازش تیار ہورہی ہے، جس سے اہل کراچی کی توجہ ہٹانے کے لئے ان کے گلی کوچوں، گھروں اور محلوں میں خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے، خونِ مسلم کی اس قدر ارزانی کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے، نہ قتل کرنے والے کو معلوم ہے کہ میں کیوں قتل کررہا ہوں اور نہ قتل ہونے والے کو اندازہ ہے کہ میں کیوں قتل کیا جارہا ہوں۔ یہ ایک منظم پلان اور منصوبہ ہے، جس کی تکمیل کی جارہی ہے اور اہل کراچی کو اس کا ایندھن بنایا جارہا ہے۔ حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان خفیہ سازشی عناصر اور ہاتھوں کو بے نقاب کرے اور پتہ چلائے کہ اس وحشیانہ کھیل میں کون لوگ ملوث ہیں؟ ان کی پشت پناہی کرنے والی خفیہ طاقتیں کونسی ہیں؟

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

سفر حرمین شریفین اور عمرہ کی ادائیگی

محمد وسیم غزالی

اللہ جل شانہ اور ان کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پُر جلال بارگاہ میں حاضری کا سوچ کر ہی ایک مسلمان کا دل عقیدت و محبت کے جذبات سے سرشار ہو جاتا ہے۔

حج اور عمرہ ایک ایسا مذہبی فریضہ ہے کہ ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک بار بیت اللہ اور روضہ رسول کی زیارت ضرور ادا کرے، حج تو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، جس کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

ترجمہ: ’’یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔‘‘

(البقرۃ:۱۵۸)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ’’اور حج اور عمرے کو پورا کرو اللہ کے لئے۔‘‘ (البقرۃ:۱۹۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:

’’اے اللہ کے رسول! حج کس چیز سے واجب ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توشہ سفر اور سواری سے۔ یعنی جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ آنے اور جانے کا انتظام کر سکے، جو صاحب استطاعت ہو اس پر واجب ہے۔‘‘

عمرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے آپ نے اپنی امت کو اس کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کے لئے کفارہ ہے جو ان کے درمیان ہوئے ہوں اور حج مقبول کا بدلہ نہیں ہے مگر جنت۔‘‘

جب ایک مسلمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھتا اور سنتا ہے تو اس کے دل میں حرمین جانے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے اور وہ اسی جدوجہد میں لگ جاتا ہے کہ کسی طرح ایک بار ہی یہ سعادت اسے مل جائے اور جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسے یہ سعادت مل بھی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر نیک کام کی سچی لگن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کام کے راستے کھول دیتے ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے تک حج، عمرہ کرنا بہت آسان ہوتا تھا مگر آج کل حج اور عمرہ کی ادائیگی میں بعض مشکلات ہو گئی ہیں کچھ قانونی مجبوریاں ہیں اور کچھ ہم لوگوں میں بھی صبر اور برداشت کا مادہ کم ہو گیا ہے، ہر شخص چاہتا ہے کہ میرے تمام کام جلد از جلد ہو جائیں۔ حالانکہ ایسا ممکن نہیں ہے، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آج کل زائرین کی تعداد پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ ہو گئی ہے اور کچھ سعودی وزارت حج نے سخت نئے قوانین بنا دیے ہیں جس کی وجہ سے عازمین حج و عمرہ کو کچھ پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، آج ہم ان ہی مسائل کے بارے میں عازمین حج و عمرہ کو کرنا پڑتا ہے۔

سعودی حکومت نے تمام اسلامی ممالک میں آبادی کے تناسب سے حج کا کوٹہ الاٹ کیا ہوا ہے۔ پاکستان سے اس سال تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار حجاج کا کوٹہ ہے اور مسلمانوں کی آبادی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے حجاج کی آمد میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پاکستان سے ربیع الاول تا ۲۷ رمضان چھ سے سات ماہ کے دوران تقریباً چار لاکھ بیاسی ہزار افراد عمرہ ادا کرنے جاتے ہیں، ان زائرین کی آسانی اور سہولت کے لئے سعودی وزارت مذہبی امور ہر سال نئی پالیسیاں بناتی رہتی ہے تاکہ زائرین کو بہتر سے بہتر سہولتیں فراہم کی جا سکیں۔ ہند و پاک اور بنگلہ دیش کے عازمین حج و عمرہ کے ساتھ سعودی مذہبی امور کے افراد کچھ زیادہ سختی سے پیش آتے ہیں، کیونکہ ان ممالک کے افراد سعودیہ میں ملازمتوں کے لئے غیر قانونی طور پر قیام کرتے ہیں، کچھ افراد کے اس طرح غیر قانونی رکنے یا زیادہ قیام کی وجہ سے تمام زائرین ان سعودیوں کی سختی کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے نکلا پھر راستے میں ہی انتقال کر گیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مجاہد، حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھتا ہے۔‘‘

اس لئے اس سفر میں صبر و برداشت سے کام لینا چاہئے، کیونکہ اس عاشقانہ سفر کی تکالیف بھی اس سفر کا حصہ ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ سفر حرمین شریفین کے لئے جب اپنے گھر سے چلیں تو یہ سوچ کر چلیں کہ ہمیں اس سفر میں جو بھی مشکلات یا پریشانیوں کا سامنا ہوگا، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملے گا، تو ہمیں یہ سفر حرمین آسان لگے گا اور ہم ایک ذہنی اذیت سے بھی محفوظ رہیں گے۔

عمرہ کا طریقہ:

اب آپ گھر سے عمرے کا احرام باندھ کر دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد نیت عمرہ کریں:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَالِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔"

ترجمہ: "اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اس کو آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے۔"

آپ کو اگر عربی کے الفاظ یاد نہیں ہیں تو صرف اردو میں کہہ لیں۔ اس کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں:

"لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔"

ترجمہ: "حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کا ہے، اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔"

اس کے بعد درود شریف پڑھیں اور اب آپ جو چاہیں دعائیں اپنے لئے، اپنے گھر والوں کے لئے نہایت خشوع و خضوع سے مانگیں۔ احرام باندھنے کے بعد تلبیہ کی عاشقانہ صدائیں لگاتے ہوئے حجاج کرام اور زائرین عمرہ عشق و محبت کے سفر پر روانہ ہو جائیں۔

ایئرپورٹ پر اپنا سامان ایئرلائن کے حوالے کرکے آپ بورڈنگ پاس حاصل کرتے ہیں، بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ کچھ فنی خرابی یا کسی اور وجہ سے فلائٹ لیٹ ہو جاتی ہے تو عمرہ زائرین کو خاص طور پر پریشانی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عمرہ زائر جس عمرہ کمپنی کے ذریعے عمرہ پر جاتا ہے اس کمپنی کا نمائندہ ان افراد کو لینے سعودی ایئرپورٹ پر موجود ہوتا ہے۔ مگر جب فلائٹ تاخیر سے سعودیہ پہنچتی ہے تو وہ نمائندہ اپنے وہ مسافر جو وہاں دوسری فلائٹوں سے آئے موجود ہوتے ہیں، ان کو لے کر مکہ مکرمہ چلا جاتا ہے اور تاخیر سے آنے والی فلائٹ کے مسافروں کو وہاں اس نمائندے کا انتظار کرنا پڑتا ہے جو بعض دفعہ کئی گھنٹے پر محیط ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ اس سفر پر آنے والے حضرات ذہنی طور پر اس کے لئے تیار نہیں ہوتے جس کی وجہ سے زائرین کو بہت پریشانی کا سامنا ہوتا ہے، کیونکہ ہر زائر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ کی زیارت کرلے اور عمرے کے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ زائرین کو یہ وقت بہت بھاری لگتا ہے کہ یہ تاخیر بیت اللہ کے ملن میں حارج ہو رہی ہے۔ مگر یہ سفر ہی صبر اور برداشت کا سفر ہے اس میں آپ اپنے آپ کو ٹھنڈا رکھیں گے تو آپ کا یہ سفر اچھا گزر جائے گا ورنہ آپ خواہ مخواہ ذہنی کوفت کا شکار ہوں گے۔ آپ تلبیہ پڑھیں "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" اور ذکر و تسبیح میں مشغولیت رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ آسانی فرمائیں گے۔

جدہ سے عمرہ کمپنی کا نمائندہ آپ کو کار یا بڑی گاڑی میں مکہ مکرمہ لے جائے گا وہ آپ کو ایک مخصوص جگہ پر اتارے گا، وہاں سے دوسرا نمائندہ (عمرہ کمپنی کا) آپ کو ہوٹل یا رہائشی بلڈنگ میں لے جائے گا۔ جہاں آپ نے قیام کرنا ہوگا۔ آپ اطمینان سے سامان رکھ کر کچھ دیر آرام کریں اور کچھ کھانے پینے اور ہشاش بشاش ہونے کے بعد عمرہ ادا کرنے کے لئے روانہ ہوں۔ بعض حضرات عموماً فوری طور پر عمرہ کرنے چلے جاتے ہیں جو مناسب نہیں، کیونکہ آپ سفر کی وجہ سے تھکاوٹ محسوس کرتے ہیں، آپ کی عبادت میں خشوع و خضوع نہیں آئے گا جب تک کہ آپ ذہنی اور جسمانی طور پر پرسکون نہ ہوں۔ اس لئے آپ مکہ مکرمہ پہنچ کر کچھ دیر ضرور آرام کریں، آپ نے یہ سفر ہی عبادت کے لئے کیا ہے، عبادت میں نشاط ہوگا تو آپ کے قلب کو سکون ملے گا، ذہن و قلب کو سکون ملے گا تو آپ کا یہ سفر کارآمد ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

اب کچھ باتیں آپ کو حرم شریف سے متعلق بتاتے چلیں کہ اس سفر میں زائرین کو اپنے محبوب باری تعالیٰ سے منسوب بہت سے مقامات کی زیارت نصیب ہوتی ہے اور وہ ان تمام اشیاء سے دیوانہ وار محبت کرتے ہیں، جن سے محبوب کی یادیں وابستہ ہوں، آپ کو اختصار کے ساتھ حرم کے ان تاریخی مقامات مقدسہ کے بارے میں آگاہ کر رہے ہیں جن مقامات مقدسہ سے آپ کو عمرے کے دوران سامنا ہوگا۔

مسجد حرام:

یوں تو کعبہ مشرفہ بھی مسجد حرام ہے، مگر عام طور پر خانہ کعبہ کے ارد گرد بنی ہوئی عمارت کو مسجد الحرام کہا جاتا ہے۔ ابتدا میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی تو کعبۃ اللہ کے علاوہ اور کچھ بھی تعمیر نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک بھی سوائے مختصر سے مطاف کے مسجد الحرام کے حوالے سے اور کوئی عمارت نہ تھی۔ مطاف کی حدود کا تعین بھی پیتل کے ان کھمبوں سے ہی کیا جاتا تھا جو اس کے چاروں جانب قائم کیے گئے تھے،

تاکہ رات کے وقت ان میں چراغوں کو روشن کیا جاسکے یا لالٹین لٹکائی جاسکیں۔حضرت عمرؓ کے دور میں شدید بارشوں کی وجہ سے سیلاب آیا،تو امیرالمؤمنین نے مسجد الحرام کی عمارت کو کچھ وسعت دے کر قدِ آدم دیوار سے گھیر دیا،پھر سیدنا عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں مطاف کے اردگرد کئی مکانات خرید کر مزید وسعت دی اور پہلی بار مطاف کے اطراف میں چھت دار برآمدے تعمیر کرائے،تاکہ موسمی حالات کی وجہ سے حجاج وزائرین پریشانی سے محفوظ رہ سکیں،یوں صدیوں کی مختلف توسیعات کے بعد مسجد الحرام کی موجودہ عمارت خوب وسیع ہوگئی ہے۔اس خوب صورت اور دل کش تعمیر میں مسجد الحرام کے سو سے زائد دروازے ہیں اور کئی لاکھ افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

مطاف:

اس سے مراد بیت اللہ شریف کے اردگرد چاروں طرف کھلا صحن ہے،جس میں طواف کعبہ کے چکر لگائے جاتے ہیں،پہلے بئر زمزم مطاف میں ہوتا تھا،حجاج وزائرین کی روز افزوں بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اسے تہہ خانے میں منتقل کر کے اس کی جگہ کو مطاف میں شامل کرلیا گیا تھا،اب اور نئی توسیع میں تہہ خانے کو بھی بند کر کے مطاف میں مزید توسیع کردی گئی اور زم زم کی سبیلیں سامنے کی دیوار کے ساتھ بنادی گئی ہیں۔

کعبۃ اللہ شریف:

عربی میں'کعبہ'کے معنی چوکور،بلند اور منفرد کے ہیں،یہ سب معانی کعبہ معظمہ پر منطبق ہوتے ہیں،اس گھر کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے،یہ مقدس گھر کائنات کے لیے قیام کا سبب ہے،اس گھر کی تعمیر ومرمت کئی بار ہوئی،آخری تعمیر سلطان مراد عثمانی ترکی نے کی۔اس تعمیر کے ۳۷۶ سال بعد محرم ۱۴۱۷ھ میں شاہ فہد مرحوم کے دور میں کعبہ معظمہ کی تزئین کی گئی،اس گھر کی ایک جھلک صرف عبادت نہیں،بلکہ ایک عظیم عبادت ہے،حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ جو ایمان اور تصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے وہ خطاؤں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے،جیسا کہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ابو السائب مدنیؒ کہتے ہیں کہ جو ایمان وتصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے،اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے پتے درخت سے جھڑ جاتے ہیں۔

حطیم:

حطیم وہ جگہ ہے جو بیت اللہ کا حصہ تھی،مگر اہل مکہ نے تعمیر کے وقت حلال رقم ختم ہوجانے کی بناء پر اسے بیت اللہ سے خارج کردیا،اب جس کسی کو خانۂ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا شوق ہو،وہ حطیم کے اس حصے میں نماز پڑھ لے جو کعبۃ اللہ کی دیوار کے قریب ہے،تو گویا اس نے بیت اللہ کے اندر ہی نماز پڑھی ہے۔سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں،میں چاہتی تھی کہ بیت اللہ کے اندر نماز ادا کروں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا،مجھے حطیم میں داخل کردیا اور فرمایا"اگر تم خانۂ کعبہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو یہاں نماز پڑھ لو،اس لیے کہ یہ بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔"

"حطم" کے معنی ہیں:"ایک دوسرے پر بھیڑ کرنا" یہاں بھی ہجوم کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ہیں،کیونکہ یہ قبولیتِ دعا کے مقامات میں سے ہے۔حطیم نصف دائرے کی شکل میں ہے۔

شاذروان:

اس سے مراد کعبہ شریف کی دیوار کے نچلے حصے میں ابھرا ہوا منڈیر نما حصہ ہے،جو مطاف کی زمین سے قریب ہے،حطیم کی سمت اُبھری ہوئی پٹی جس پر کھڑے ہوکر،کعبہ سے چمٹ کر زائرین دعا مانگتے ہیں،یہ کعبہ کا حصہ ہے،یہ شاذروان نہیں ہے۔ایک روایت کے مطابق شاذروان کی تعمیر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے کروائی تاکہ دیواروں کی بنیادوں میں پانی سرایت نہ کرے،شاذروان میں پیتل کے کڑے گاڑ دیے گئے ہیں،جن سے غلاف کعبہ بندھا رہتا ہے،اسی طرح شاید یہ مصلحت بھی ہوگی کہ طواف کرنے والوں کا ازدحام ہو تو غلاف کعبہ اور دیوار کعبہ لوگوں کے جسم کی رگڑ سے محفوظ رہیں۔

"حجرِ اسود" جنتی پتھر:

حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک مقدس پتھر اور دنیا میں جنت کی ایک نشانی ہے،جب یہ پتھر جنت سے اتارا گیا تو اس وقت انتہائی شفاف،

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، گمبٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے زیر اہتمام ۱۸ مارچ بروز اتوار بعد نماز ظہر رحمانی مسجد گمبٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔کانفرنس کا آغاز مولانا عبدالصمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔اس کے بعد ایک ساتھی نے نظم پیش کی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے بیان کیا،بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا اور تمام حاضرین سے قادیانیوں سے بائیکاٹ کا عہد لیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا خطاب ہوا۔آخر میں شیخ الحدیث مولانا میر محمد میرک نے خطاب کیا اور دعا کرائی۔کانفرنس کے اختتام پر حاضرین میں قادیانیوں سے بائیکاٹ پر مبنی سندھی پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔کانفرنس کی سرپرستی مولانا نعمت اللہ شیخ نے کی اور صدارت حکیم عبدالواحد بروہی نے کی۔کانفرنس میں شرکاء کے لئے طعام کا بندوبست بھی کیا گیا اور خصوصی مہمانوں کا قیام وطعام مدرسہ رحمانیہ ابل واہ میں رکھا گیا۔اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے جناب عبدالسمیع شیخ، جاوید احمد شیخ،حافظ جنید نے خوب محنت کی۔اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔

دودھ سے زیادہ سفید اور چمک دار تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کا نور اٹھالیا ہے (تاکہ ایمان بالغیب رہے) اگر اس کا نور باقی رہتا تو یہ مشرق و مغرب کے درمیان کی ساری چیزوں کو روشن کرتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدا کی قسم! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا، پھر اسے دو آنکھیں دی جائیں گی، جن کے ذریعے وہ دیکھے گا اور اسے زبان دی جائے گی، جس کے ذریعے وہ بولے گا، چنانچہ وہ اس شخص کے حق میں گواہی دے گا، جس نے حق کے ساتھ اسے بوسہ دیا ہوگا۔ طوفان نوح کے زمانے میں اسے غرق ہونے سے بچانے کے لیے جبرائیل امینؑ نے جبل ابوقبیس میں چھپادیا تھا پھر حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کعبہ کے وقت دوبارہ انہیں دے دیا گیا، جسے انہوں نے نصب کردیا اور آج تک کعبہ معظمہ کی زینت بنا ہوا ہے۔ اس جنتی پتھر کے اردگرد چاندی کا خول ہے۔ چاندی کا کڑا سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بنوایا تھا۔

مقامِ ملتزم:

حجر اسود سے لے کر کعبہ شریف کے دروازے تک کا حصہ "ملتزم" کہلاتا ہے، اس کے معنی چمٹنے کی جگہ کے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ملتزم ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس جگہ کھڑے ہوکر اپنے سینے اور چہرے کو دیوار سے چمٹادیا اور ہاتھوں کو پھیلا دیا اور یہ کہا کہ میں نے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

رکن یمانی:

حجر اسود سے پہلے والے خانہ کعبہ کے کونے کو رکن یمانی کہا جاتا ہے، حجر اسود کی طرح رکن یمانی کو بھی چھونا چاہیے، لیکن اگر رش ہو تو صرف حجر اسود کا دور سے استلام کرے، دور سے رکن یمانی کی طرف استلام اور اشارہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب بھی رکن یمانی سے گزرا تو جبرائیل امینؑ کو وہاں کھڑے پایا۔ دوسری جگہ فرمایا: وہاں (یعنی رکن یمانی) پر ستر فرشتے متعین ہیں، چنانچہ جو شخص (وہاں) یہ دعا پڑھتا ہے، فرشتے آمین کہتے ہیں، دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ. رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

میزابِ رحمت:

کعبہ معظمہ کی چھت میں جو پرنالہ نصب ہے، اسے میزاب رحمت کہتے ہیں۔ قریش نے سب سے پہلے بیت اللہ پر چھت بنائی تو اس میں پرنالہ نصب کیا۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں سب سے پہلے سونے کا میزاب لگایا گیا، موجودہ میزاب ۱۴۱۷ھ میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد مرحوم کے دور میں لگایا گیا۔ اس پرنالے کے دونوں جانب منڈیر پر نوک دار میخیں گاڑ دی گئی ہیں، تاکہ پرندے اس پر نہ بیٹھ سکیں، نیز پرنالے پر سونے کا خول چڑھا دیا گیا ہے، بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اس کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے۔

مقام ابراہیم:

بیت اللہ کی تعمیر کے لیے حضرت ابراہیمؑ جس پتھر پر کھڑے ہوئے اسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ یہ پتھر بھی حجر اسود کی طرح جنت سے لایا گیا تھا، جو خود باذنِ خداوندی تعمیری مراحل کے دوران بڑا چھوٹا ہو جاتا تھا۔ اس پتھر پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدمین شریفین کا نشان بطور معجزہ بنا ہوا ہے۔ ان نشانات کو چار ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے، یہی وہ پتھر ہے جس کے قریب طواف کے بعد کی دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں جو سعرت عزی کی مواصل پر طروں ہوئی تھیں۔ پہلے مقام ابراہیم چاندی کے ایک صندوق میں محفوظ تھا اور اس پر ایک گنبد نما کمرہ تعمیر تھا، زائرین کی کثرت ہوئی تو اس عمارت کی وجہ سے طواف میں سخت دشواری ہوتی تھی، چنانچہ علمائے کرام کے مشورے سے سعودی حکومت نے ۱۹۶۷ء میں اس عمارت کو ختم کردیا اور "مقامِ ابراہیم" کو شاندار کرسٹل شیشے کے قبہ نما فریم میں رکھ کر اس کے چاروں طرف سنہری جالیاں لگادیں۔ یہ پتھر کعبہ اطہر سے کوئی ۲۲ ہاتھ کے فاصلے پر نصب ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اور دیگر علمائے کرام سے منقول ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے دعا قبول ہوتی ہے۔ (جاری ہے)

پیر طریقت حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب کو صدمہ

کراچی... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ کے برادر خورد جناب محمد ابراہیم جہانگیر صاحب گزشتہ دنوں انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پی آئی اے میں ملازم تھے کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ علاج معالجہ جاری تھا کہ وقت آخر آن پہنچا۔ نماز جنازہ جامع مسجد مریم نزد عیدگاہ چوک منظور کالونی میں حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب نے پڑھائی، جس میں شہر بھر سے علماء کرام، مدارس کے طلبا، جمعیت علماء اسلام اور ختم نبوت کے کارکنان کے علاوہ اہل محلہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کی بیماری کو ان کے لئے رفع درجات کا ذریعہ بنائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

قارئین سے درخواست ہے کہ حضرت مدظلہ کے بھائی صاحب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اسلام کا بول بالا ہونا چاہیے!

محترمہ طیبہ ضیاء

وزیراعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ: ”ناموس رسالت“ سمیت تمام قوانین پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔ مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ اقلیتوں میں سے بھی صدر، وزیراعظم اور چیف جسٹس ہونا چاہئے۔“ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا مگر وزارتِ عظمٰی نے انہیں چکرا دیا ہے۔ کرپشن، جھوٹ، تکبر اور بے وزن بیانات اور خطابات نے ان کی ساکھ کو نہ صرف نقصان پہنچایا ہے بلکہ ان کے بزرگوں کو بھی شرمندہ کیا ہے۔ اسلامی مملکت کے نام نہاد مسلمان وزیراعظم ایک طرف ناموس رسالت کے قانون پر عملدرآمد کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف غیر مسلم کو صدر، وزیراعظم اور چیف جسٹس بنانے کی تجویز دیتے ہیں۔ امریکا کے آئین میں بھی مذہب ریاست سے الگ ہے مگر دنیا کی اس آزاد ترین، خودمختار اور سب سے بڑی جمہوری ریاست میں بھی مذہب کو ریاست سے الگ نہ کیا جاسکا۔ امریکا میں تمام مذاہب کے لوگ آباد ہیں مگر عیسائی مذہب کے ماننے والوں کی اکثریت ہے، لہٰذا وائٹ ہاؤس میں جانے کے لئے عیسائی ہونا لازمی ہے۔ غیر مسیحی امریکا کا صدر نہیں بن سکتا بلکہ ملک کے دیگر حساس اور اعلیٰ عہدوں پر بھی عیسائیوں کو فوقیت دی جاتی ہے۔ یوسف رضا گیلانی کا اقلیتوں کے ساتھ پیار محبت کا ”ڈرامہ“ اپنی جگہ مگر سیاست کے لئے اس حد تک چلے جانا کہ پاکستان ایسی مسلم ریاست میں کسی غیر مسلم کو ہیڈ آف اسٹیٹ بنانے کی تجویز دینا سراسر منافقت اور جہالت ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے، جس کو پاکستان بننے پر اعتراض ہے وہ بھارت چلا جائے اور جس کو خود پر غیر مسلم مسلط کرنے کی آرزو ہے وہ غیرت سے ڈوب مرے۔ پاکستان میں ۹۷ فیصد مسلمان ہیں جبکہ ۳ فیصد غیر مسلم آباد ہیں۔ غیر مسلموں کے حقوق کا احترام کرنا دین اسلام نے سکھایا ہے۔ اسلام کا کسی مذہب کے ساتھ موازنہ نہیں۔ دہشت گردی، بدعنوانی، غنڈہ گردی کا کسی مخصوص مذہب سے تعلق نہیں مگر پاکستان میں دہشت گردی لانے والے غیر مسلم ہیں۔ مسلمانوں کی مقدس کتاب کو بھی نذر آتش کرنے والے غیر مسلم ہیں۔ پاکستان ایک پُرامن ملک تھا، اسے غیر محفوظ بنانے والے دشمنانِ اسلام ہیں۔ پاکستان میں ہر مذہب کے لوگوں کا احترام کیا جاتا ہے، جہاں تک دہشت گردی کا تعلق ہے تو اس ملک میں سب سے زیادہ مسلمان لقمۂ اجل بن رہے ہیں۔ گولی پر کسی کا مذہب نہیں لکھا ہوتا، ظلم کا نشانہ بلاامتیاز ہوتا ہے۔ گرجا گھروں میں دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں تو مساجد اور درگاہیں بھی محفوظ نہیں۔ قیامِ پاکستان کے مقاصد کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے لئے جدوجہد کا مقصد مسلمانوں کے لئے ایک الگ آزاد ریاست کا حصول تھا۔ ایک ایسی سرزمین جس میں مسلمان اسلام کے احکام کے مطابق حکومت قائم کرسکیں۔

اپنے مذہب پر عمل کرسکیں۔ ہر انسان کو خواہش ہوتی ہے کہ اس کا اپنا گھر ہو جس میں وہ اپنی مرضی سے زندگی گزار سکے۔ [illegible] ہمیں ایک گھر دیا۔ اس گھر کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں کو بہت بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ لاکھوں گھر اجڑ گئے، ہزاروں بیٹیاں بے آبرو ہوگئیں، بے حساب جانیں گئیں، خون کی ندیاں بہادی گئیں، جسم ٹکڑے ٹکڑے کردیئے گئے، پھر کہیں جاکر ایک گھر بنا اور اب بنا بنایا گھر پھر انہی لوگوں کے سپرد کردیں، جن سے آزادی حاصل کی تھی؟ تکبر نے وزیراعظم کو باؤلا بنادیا ہے۔ وہ ایک اسلامی ریاست کو غیر مسلموں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں؟ وزیراعظم کسی غیر مسلم کو ہیڈ آف اسٹیٹ بنانے کی تجویز دینے سے پہلے قبروں میں دفن اپنے بزرگوں سے مشورہ کرلیتے کہ آئینِ پاکستان کی دفعہ ۴۱(۲) کے تحت کوئی غیر مسلم صدر کا انتخاب لڑنے کا اہل ہی نہیں۔ پاکستان کے مقدر میں زرداری اور یوسف رضا گیلانی لکھ دیئے گئے ہیں تو تقدیر بدلی نہیں جاسکتی، لیکن حکمران پاکستان کا مذہب تبدیل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ہوسکے تو خود کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔ موصوف کی سوچ کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے قرآن واحادیث اور علامہ اقبالؒ کی سوچ فکر سے لاتعداد حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں، مگر کم عقلوں کے سامنے دین وحکمت کی بات کرنا وقت کا ضیاع ہے۔ موصوف کی تجویز کا جواب علامہ اقبالؒ کے اس

شعر میں مل جائے گا:

یا شرع مسلمانی یا دیر کی دربانی
یا نعرۂ مستانہ، کعبہ ہو کہ بت خانہ

گیلانی صاحب کو ایک راستہ اختیار کرنا چاہئے، سید زادے بھی بنتے ہیں اور سیدوں کی قربانیوں کا مذاق بھی اڑاتے ہیں۔ پاکستان میں اگر غیر مسلموں کو مسائل درپیش ہیں تو مسلمانوں کو بھی غیر مسلم ممالک میں لاتعداد مسائل کا سامنا ہے۔ اللہ کے اولیا بھی [illegible] ہر مذہب اور نسل کے لوگوں کو اپنے علم سے سیراب کرتے ہیں مگر اپنا مذہب تبدیل نہیں کرتے اور نہ ہی کسی غیر مسلم یا غیر شرعی حکومت کی حاکمیت قبول کرتے ہیں مگر گیلانیوں کا یہ پُر گمراہ ہوگیا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اس میں دو رائے نہیں ہیں، اس حقیقت پر سب متفق ہیں کہ پاکستان مسلمانوں کے لئے بنا تھا پس اس کا ہیڈ آف اسٹیٹ غیر مسلم کیونکر ہوسکتا ہے؟ غیر مسلموں کے حقوق کا احترام اور غیر مسلم کو ہیڈ آف اسٹیٹ بنانا، دو مختلف باتیں ہیں۔ پاکستان ناچ گانے، کنجر خانے یا غیر مسلموں کی حاکمیت کے لئے حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ مدینہ منورہ میں بھی تمام مذاہب کے لوگ آباد تھے مگر خلیفہ ہمیشہ مسلمان ہوتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقلیتوں کے حقوق کا احترام سکھایا مگر کسی غیر مسلم کو مدینہ کا حاکم نہیں بنایا۔ ''مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ اقلیتوں میں سے بھی صدر، وزیر اعظم اور چیف جسٹس ہونا چاہئے۔'' کی تجویز دینے سے پہلے سوچ لینا چاہئے تھا کہ بطور وزیر اعظم کیا کہہ رہے ہیں؟ جناب! اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہونا ''چاہئے'' حکومت کو ملک کی جان چھوڑ دینی چاہئے، کرپشن ختم ہونی چاہئے، وزیر اعظم کو اندر اور صدر کو باہر ہونا چاہئے، غریب ملک کے وزیر اعظم کو مہنگے سوٹ پہنتے ہوئے شرم آنی چاہئے، مہنگائی، لوڈ شیڈنگ، بیروزگاری، دہشت گردی ختم ہونی چاہئے۔ امیر غریب کا تعلیمی نظام ایک ہونا چاہئے۔ سیاست دانوں کو بھی حلال کھانا چاہئے۔ امیروں کو ٹیکس ادا کرنا چاہئے۔ ملک سے بے حیائی اور لاقانونیت کا خاتمہ ہونا چاہئے، اقلیتوں کے حقوق کا احترام ہونا چاہئے، غریبوں کی عزت ہونی چاہئے، اسلام کا بول بالا ہونا چاہئے۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۸ مارچ ۲۰۱۲ء)

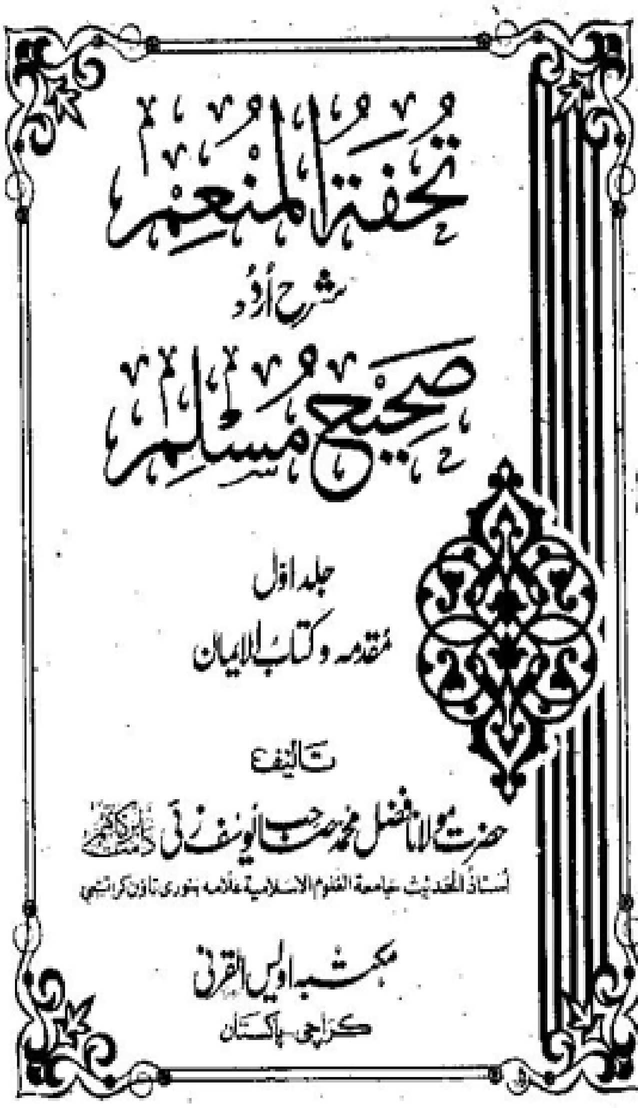

خوشخبری
انتظار کی گھڑیاں ختم!!!
صحیح مسلم کی پہلی اردو شرح منظر عام پر!
اعلیٰ کاغذ
رنگین ٹائٹل
معیاری پرنٹنگ

ملنے کے پتے:
مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
کتب خانہ رحمانیہ بنوری ٹاؤن کراچی
دارالانوار بنوری ٹاؤن کراچی
دارالاشاعت اردو بازار کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی

اس کے علاوہ ملک کے دیگر بڑے کتب خانوں سے طلب فرمائیں
http://www.moa.com.co Mobile:03332411115

عورت... اسلام کی محافظ!

جمال عبداللہ عثمان

محمد یوسف نے گریجویشن کے بعد ملازمت اختیار کی۔ ان کی ملازمت ایک بینک میں ہوئی۔ اس میں بینک میں تقریباً ۲۸ سال تک کام کیا۔ محمد یوسف نے تر آنکھوں کے ساتھ بتایا:

"مجھے بینک میں کام کرتے ہوئے ۲۸ سال گزرے، اس دوران میرا کئی بار دینی مزاج کے لوگوں سے واسطہ پڑا، ان کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ میری آمدنی ٹھیک نہیں، مگر میں ہمیشہ اپنے آپ کو تھپکی دے کر سلاتا رہا۔ میں رخصتیں تلاش کرتا رہا، ظاہری بات ہے، ایسی ملازمت چھوڑتے ہوئے سوچنا تو پڑتا ہے، لیکن مجھے کیا معلوم تھا یہ سعادت میری بیٹی کو ملے گی۔"

محمد یوسف نے مزید بتایا:

"جب میں ملازمت چھوڑ رہا تھا، اس وقت میری تنخواہ ۶۴ ہزار روپے تھی۔ اس کے علاوہ بینک سے جو سہولیات مل رہی تھیں، وہ الگ تھیں، چنانچہ یہ میرے لئے ایک مشکل ترین فیصلہ تھا، آپ خود سوچیں، اس وقت میرے بچے تعلیم حاصل کر رہے تھے، سارے بچے کالج اور یونیورسٹیوں کے طالب علم تھے، بچوں میں سے کسی کی آمدنی نہیں تھی، گھر کے اخراجات بھی اچھی تنخواہ کے حساب سے مقرر تھے۔ رشتہ داروں اور دوستوں میں بہتر پوزیشن تھی۔ اللہ کے فضل سے کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا تھا، یوں سمجھ لیجئے، دنیاوی لحاظ سے میں ایک کامیاب شخص تھا، اب ایسی حالت کو چھوڑنا آسان نہیں، مگر پھر آسمان نے وہ منظر دیکھا، جب ۶۴ ہزار روپے تنخواہ لینے والا کندھے پر تولئے رکھ کر بیچنے لگا۔"

محمد یوسف کی آنکھوں سے قطرے ٹپکنا شروع ہوگئے، کہنے لگے:

"اس انقلاب کا سبب میری بیٹی بنی۔ دراصل اس نے بچیوں کی ایک درس گاہ میں پڑھنا شروع کیا، جب اسے پتا چلا میرے والد ایک ایسی ملازمت کر رہے ہیں، جس کی آمدنی ٹھیک نہیں تو اس نے گھر میں اپنی ماں سے بات کی۔ بھائیوں کو سمجھایا، بہنوں پر کام کیا اور آخر میں مجھ سے بات کی، میں نے زندگی کا طویل عرصہ بینک ملازمت کی تھی۔ کاروبار کا تجربہ نہیں تھا، میں سوچنے لگا، اتنی بھاری تنخواہ چھوڑ کر کہاں جاؤں گا؟ کیا کروں گا؟ بیٹی نے میرے ان تمام سوالات کے جواب اس انداز سے دیئے کہ ہتھیار ڈالنا پڑے، ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور گھر آ گیا، بہت سے لوگوں نے اسے "بے وقوفی" سے تعبیر کیا اور واقعی یہ تھا بھی بڑا عجیب اور جذباتی فیصلہ، بہرحال، میں تہیہ کر چکا تھا، اس پر قائم رہا اور استعفیٰ منظور ہوگیا۔

اب آسائشوں کے بعد پریشانیوں کا آغاز ہوا۔ ملازمت کے لئے بھاگ دوڑ کی، لیکن کامیاب نہ ہوسکا، جب گھر میں پریشانیاں مزید بڑھیں، کچھ اور سجھائی نہ دیا تو مارکیٹ گیا، وہاں سے تولئے خریدے اور کندھے پر رکھ کر صدائیں بلند کرنے لگا، اس دوران کئی شناسا چہرے ملے، وہ مجھے دیکھ کر حیرت کا اظہار کرتے، مگر میں اپنے اس حال پر مطمئن تھا، میں جب پورا دن تھک ہار کر گھر آتا، حلال کے دو سو روپے پر نظر ڈالتا، خوشی کی انتہا نہ رہتی، میں دیر تک اس رقم کو دیکھتا رہتا، ایسا محسوس ہوتا جیسے دنیا کی تمام نعمتیں مل گئی ہوں، اگر کبھی پریشان ہوتا، میری بیٹی میری ہمت بندھاتی، وہ کہتی ابا جان! اللہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کریں گے، آپ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کا بدلہ آپ کو ضرور ملے گا۔"

محمد یوسف کی کہانی طویل ہے، یہ ہمتوں کو جلا بخشنے والی ہے، آپ ایک ایسے شخص کے بارے میں خود سوچئے جس کی آمدنی روزانہ دو ہزار روپے ہو اور وہ یکدم دو سو تک آ جائے۔ محمد یوسف کی خوش قسمتی تھی کہ اولاد نے ان کا ساتھ دیا اور بیٹی نے اس میں اہم ترین کردار ادا کیا۔ محمد یوسف کے بچے جب پریشان ہوتے، ان کی بیٹی ہی تھی جو انہیں مشکلات سے لڑنے کا حوصلہ دیتی۔ انہیں حلال رزق کے فوائد گنواتی۔ محمد یوسف کو سلام پیش کرنا چاہئے، مگر ان سے زیادہ قابل تعریف ان کی بیٹی ہے۔ اس نے کم عمری میں گھر کا ماحول بدل کر رکھ دیا، اس نے گھر میں ایک ایسا کام کروایا، جس کے بارے میں صرف سوچا جاسکتا ہے، چند دن قبل روزنامہ امت میں ایک خبر پڑھی، مجھے محمد یوسف کی کہانی اور ان کی بیٹی یاد آ گئی، آپ پہلے خبر ملاحظہ کیجئے، اس کے بعد اس واقعے کو موضوع بنا کر دیکھتے ہیں کہ دنیا کا نیا منظر نامہ کس طرح تشکیل پا رہا ہے اور اس میں عورت کا کیا کردار ہوگا، خبر ہے:

"روس میں لوگ تیزی سے اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ماسکو کے صرف ایک مرکز میں اسلام

قبول کرنے والی دس ہزار خواتین نے رجسٹریشن کرائی ہے۔"

اس صورت حال پر ایک قوم پرست گروپ کے یوری گروئکی نے کہا ہے:

"لوگ مذاق میں کہتے ہیں ماسکو، "ماسکو آباد" بنتا جا رہا ہے۔ یہاں آپ کو سلاوک کم اور مسلمان زیادہ دکھائی دیں گے۔" اس خبر کا مرکزی خیال یہ ہے کہ روس میں اسلام قبول کرنے والی اکثر خواتین ہیں [illegible]

بے شک اللہ نے عورت کو بڑی طاقت بخشی ہے۔ یہ چاہے تو گھر کو امن کا گہوارا بنا سکتی ہے۔ چاہے تو لڑائی، جھگڑا اور فساد کی آماجگاہ بنا دیتی ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے: "ایک کامیاب مرد کے پیچھے عورت ہوتی ہے۔" ذرا اس منظر کو بھی یاد کیجئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اتری۔ آپؐ گھر تشریف لائے، اپنی زوجہ حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: "مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو" اس وقت خاتون ہی تھی، جس نے آپ کو تسلی دی، جو آپ پر ایمان لائی اور جب مزید قربانیوں کی ضرورت پڑی تو حضرت خدیجہؓ ہی تھیں، جو صف اول میں کھڑی رہیں، ہمارے لئے بھی روس سے آنے والی اس خبر میں مسرت کا مقام ہے۔ یہ خبر روس کے شہر ماسکو سے آئی ہے، لیکن دراصل اس وقت ہر مغربی ملک کا یہی منظر نامہ ہے۔ تمام مغربی ممالک میں خواتین کے اندر اسلام مقبول ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگوں نے یہ پیشگوئی کرنا شروع کردی ہے کہ آنے والا دور اسلام کا ہے اور اس میں اہم ترین کردار عورت کا ہوگا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ مغرب میں اسلام قبول کرنے والی عورت اس معاشرے میں پلی بڑھی ہے وہ انتہائی باشعور اور پڑھی لکھی ہے۔ ہمارا المیہ یہ تھا کہ ہم ترقی یافتہ ممالک کے باسیوں کو ٹھیک طریقے سے اپنا پیغام پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مگر مغربی معاشرے کی یہ نو مسلم خواتین اس خلاء کو خوش اسلوبی کے ساتھ پر کر رہی ہیں، یہ اپنے لوگوں کو اپنی زبان میں، اپنے انداز میں سمجھانے کا فریضہ ادا کر رہی ہیں۔ لہٰذا یہی خوف ہے، جس نے طاغوتی قوتوں کی نیندیں اڑا دی ہیں۔ اخبارات میں خبر آئی ہے: "فرانس کے صدر نکولس سرکوزی نے علامہ یوسف القرضاوی اور محمود مصری کے فرانس داخلے پر پابندی کا فیصلہ کیا ہے۔" گہرائی میں جا کر دیکھیں تو یہ اسی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے۔ لیکن تندیٔ باد مخالف سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ یہ تو اونچا اڑانے کے لئے چلتی ہے۔ آج جس نے مسلمانوں کے اوپر زمین تنگ کر رکھی تھی۔ مساجد پر پابندی لگائی تھی۔ لوگ تہہ خانوں میں بیٹھ کر اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے، جب کمیونسٹ کارندوں کو پتا چلتا، ایسے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی نے اپنے ایک سفرنامے میں ان مظالم کا تذکرہ کیا ہے، جو سوویت افواج نے مسلمانوں پر ڈھائے تھے اور یہی روس تھا، جب سوویت یونین بنا، مسلمانوں کے خدا کو (نعوذ باللہ) پھانسی دینے کا اعلان کیا۔ آج منظر نامہ مکمل طور پر تبدیل ہو چکا ہے۔ میں سوچتا ہوں: قدرت کا انتقام کتنا نرالا ہوتا ہے جس دیس سے اسلام کو نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے، وہی دیس اسلام کا بن جاتا ہے، جو لوگ اسلام کے خلاف برسرپیکار ہوتے ہیں، ان کی اولادیں کعبے کی نگہبان بن جاتی ہیں، سوویت یونین اسلام کو بڑا خطرہ سمجھ رہا تھا اور اسے مٹانے کے لئے قسما قسم حربے آزما رہا تھا۔ آج وہاں کمیونزم کے پرستار اقلیت میں تبدیل ہو رہے ہیں، وہاں کے قوم پرست خوف کا اظہار کر رہے ہیں۔ ماسکو "ماسکو آباد" بن رہا ہے۔ مجھے ایک بڑے مفکر کی گفتگو یاد آرہی ہے۔ انہوں نے بڑے خوبصورت پیرائے میں آج سے ۶۶ سال قبل کہا تھا:

"ایک وقت آئے گا، جب کمیونزم خود ماسکو میں اپنے بچاؤ کے لئے پریشان ہوگا، سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی خود واشنگٹن اور نیویارک میں اپنے تحفظ کے لئے لرزہ براندام ہوگی۔ مادہ پرستانہ الحاد خود لندن اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں جگہ پانے سے عاجز ہوگا، نسل پرستی اور قوم پرستی خود برہموں میں اپنے معتقد نہ پا سکے گی اور آج کا دور صرف تاریخ میں ایک داستان عبرت کی حیثیت سے باقی رہ جائے گا۔" آج ہم اس دور اندیش کی پیشنگوئی اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ کمیونزم کو واقعی ماسکو میں سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی۔ وہاں بڑی تعداد میں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ قبول اسلام میں وہ صنف زیادہ داخل ہو رہی ہے، جسے پروپیگنڈے کے ذریعے اسلام سے دور رکھا گیا تھا۔ اسی طرح جیسے کمیونزم ماسکو میں اپنے بچاؤ کے لئے پریشان ہے۔ سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی کے خاتمے کا وقت بھی قریب آ پہنچا ہے۔ سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی کے علمبردار امریکا کو مسلسل جھٹکے لگ رہے ہیں۔ وہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ کل ہی ایک خبر اخبارات کی زینت بنی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے: "ڈرون حملوں کے آپریٹر نے اسلام قبول کرلیا ہے۔" اس آپریٹر کے قبول اسلام کا ذریعہ بھی ایک خاتون بنی ہے۔ تقریباً ایک سال قبل سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی سالی نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ چنانچہ ان حقائق کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ اسلام کو "حقوق نسواں" کا دشمن قرار دیتے رہے، اب "مشرق" اور "مغرب" کی عورت ہی اس نظریے کو غلط ثابت کر رہی ہے۔ واقعی اللہ کی تدبیر بڑی نرالی ہوتی ہے، وہ جس سے چاہے کام لے۔

(روزنامہ امت کراچی، ۲۹ مارچ ۲۰۱۲ء)

مولانا فقیر محمد... حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۱۷ مارچ ۲۰۱۲ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سیکریٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا فقیر محمد نے ابتداً میں گورنمنٹ ملازمت کی اور جنگلات کے شعبے سے وابستہ رہے۔ بعد میں سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا، آپ نے ٹاؤنز پلاننگ ویلفیئر سوسائٹی قائم کی اور اس کے پلیٹ فارم سے فیصل آباد شہر کے گردونواح میں جو نئی کالونیاں قائم ہوئیں، ان میں سے مساجد کے پلاٹ، سڑکوں کی تعمیر میں صحیح میٹریل کا استعمال، پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں بے ضابطگیوں کا ازالہ، ان جیسے مسائل میں عوام کی بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔

آپ فیصل آباد کے غربا کے لئے انعام خداوندی تھے، جو ستم رسیدہ غریب آپ کے دروازہ پر آتا، آپ اس کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوجاتے۔ جوانی کے زمانے میں فیصل آباد کے تمام محکموں کے افسران کے لئے مولانا فقیر محمد کا نام حق وصداقت کی علامت تھا، کوئی بھی محکمہ کسی سے بھی زیادتی کرتا مولانا فقیر محمد اس مظلوم کی مدد کے لئے لاٹھی سونت کر میدان میں ایسے اترتے کہ جب تک اس زیادتی کا ازالہ نہ ہوتا، آپ برابر میدان میں رہتے، کامیابی کے بعد میدان خالی کرتے تھے۔

آپ نے وقت کے بڑے بڑے فرعونوں کو للکارا اور ان کی رعونت کو خاک میں ملایا۔ آپ کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جو تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

آپ اکیلے انجمن تھے، حق تعالیٰ نے آپ کو خوش نصیبی سے وافر حصہ دیا تھا، جس کام میں ہاتھ ڈالتے وہ خودبخود ٹھیک ہوتا چلا جاتا۔ ویسے بھی آپ کی خوبی تھی کہ جس کام کو شروع کرتے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائے بغیر دم نہ لیتے تھے۔

آپ نے فیصل آباد شہر کی مذہبی حیثیت کو برقرار رکھنے میں بھی مثالی کردار ادا کیا، جوا، میلوں کے موقع پر تھیٹر کے نام سے فحاشی وعریانی، ثقافتی طائفوں کے نام پر بے حیائی، میراتھن ریس، فلموں میں کیبنگی وغیرہ کے حوالے سے جو بھی غلط حکومتی حرکت دیکھتے، میدان میں اترتے اور اسے ختم کرائے بغیر چین سے نہ بیٹھتے، اس کے لئے انہیں بسا اوقات قید وبند کی صعوبتوں، جھوٹے مقدمات کے ذریعے بلیک میل بھی کیا جاتا، مگر وہ کسی دھونس، دھاندلی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ بہت ہی بہادری اور دھڑلے سے کام کرنے کے خوگر تھے۔ ایک زمانہ میں مولانا ضیاء القاسمی، مولانا مفتی زین العابدین، مولانا افتخار الحسن، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود کے پاس کوئی غریب آتا، وہ خود انتظامیہ کو فون کرکے غریب پروری کرتے اور اگر معاملہ پیچیدہ ہوتا تو وہ کام مولانا فقیر محمد کے سپرد ہوجاتا، پھر وہ متعلقہ محکمے میں صبح وشام پیروی کرکے اس غریب کی حق رسی کرتے۔

ایک بار فیصل آباد میں غالباً جاوید قریشی صاحب کمشنر تھے۔ روسی ثقافتی طائفہ فیصل آباد آرہا تھا، وہ طائفہ پروگراموں میں ناچ، گانا اور نہ معلوم ثقافت کے نام پر کیا کیا قباحتیں ساتھ لا رہا تھا۔ مولانا فقیر محمد کو پروگرام کی تفصیلات کا علم ہوا۔ آپ نے اخبارات کو گرم گرم بیان جاری کردیا۔ نتیجہ میں کمشنر صاحب غضب آلود ہوگئے۔ حالانکہ وہ خود مرنجان مرنج انسان تھے لیکن اقتدار کا گھوڑا بدمست ہونے میں دیر نہیں لگاتا۔ ایک درویش کی للکار پر ان کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔ نتیجے میں غنڈہ ایکٹ کے تحت کیس درج کرکے مولانا فقیر محمد کو گرفتار کرلیا گیا۔ مولانا کی گرفتاری کی خبر ملتے ہی پورے شہر کی دینی قیادت متحرک ہوگئی۔ طائفہ کی آمد پر متنازعہ پروگرام بھی بند ہوئے۔ مولانا بھی رہا کردیئے گئے۔ یوں ایک درویش نے اقتدار کو چاروں شانے چت کردیا۔ اس طرح کی بے شمار قربانیوں سے مولانا فقیر محمد کی زندگی عبارت تھی۔

مولانا فقیر محمد ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شامل تھے۔ حضرت مولانا تاج محمود کے آپ دست وبازو تھے۔ مولانا تاج محمود آپ پر بے پناہ اعتماد کرتے تھے۔ مولانا فقیر محمد بھی خود کو مولانا تاج محمود کا رضاکار سمجھتے تھے۔ اس باہمی احترام واعتماد سے قادیانی فتنے کے خلاف دونوں حضرات نے بھرپور ٹیم ورک کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ۲۹ مئی کے سانحہ ربوہ (چناب نگر) سے ۷ ستمبر کے پارلیمنٹ کے فیصلہ تک مولانا فقیر محمد تحریک کے رہنماؤں کے ساتھ ہراول دستہ میں نظر آتے ہیں۔

مولانا فقیر محمد کو کام کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ سرکاری دفاتر سے کس طرح کام نکلوانا ہے، آپ پہلے شواہد و معلومات کا ریکارڈ جمع کرتے، پھر اس کیس کی غیر قانونی پوزیشن کو زیر بحث لاکر سرکاری افسران کی ناک میں دم کردیتے۔ اگر کسی سرکاری افسر نے جائز کام میں بھی لیت ولعل کیا تو اس محکمے کے درجہ بدرجہ افسران بالا کے نوٹس میں لاکر اس معاملے کو درست کرائے بغیر چین نہ لیتے تھے۔

ایک بار قادیانیوں نے شرارتاً مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کردیا، وہ مردہ نکلوایا گیا۔ قادیانیوں کے لئے جائے تدفین علیحدہ متعین والاٹ ہوئی۔ اس کی فرد لینا تھی۔ پٹواری نے قادیانی قبرستان کا لفظ لکھنا چاہا۔ مولانا فقیر محمد نے کہا کہ غیر مسلموں کی جائے تدفین کے لئے قبرستان کی بجائے مرگھٹ کا لفظ ہوتا ہے۔ اس نے شکریہ بھی ادا کیا اور فرد میں قادیانی مرگھٹ کا لفظ لکھا۔ آپ نے اگلے دن اخبارات کو خبر جاری کردی۔

مولانا فقیر محمد زندگی بھر جمعہ کی نماز جامع مسجد ریلوے میں مولانا تاج محمود کے پیچھے ادا کرتے رہے، پھر صاحبزادہ طارق محمود اور اس کے بعد صحت کے ساتھ دینے تک صاحبزادہ مبشر محمود کے ہاں جمعہ ادا کرتے۔ غرض وہ اچھی روایات کو نبھانے کے عادی تھے۔ اخبارات کے لئے خبر بنانے کے آپ ماسٹر تھے۔ نپے تلے الفاظ میں خبر بنانا آپ کا کمال تھا۔ نامہ نگار یا نیوز ایڈیٹر کے لئے مولانا کی تیار کردہ خبر سے ایک لفظ کی بھی ترمیم و اضافہ کی گنجائش نہ ہوتی تھی۔ آپ نے پوری زندگی سلیقے سے گزاری۔ قلم اچھا استعمال کیا۔ کتنے نمبر کی نب ہے، یہ نب کتنے سال استعمال کی، اس کا بھی ان کے پاس ریکارڈ ہوتا تھا ہر کام کی علیحدہ ان کے پاس فائل ہوتی تھی۔

قادیانی فتنے کی چیرہ دستی و تعدی سے حکومت کو باخبر رکھنے کے لئے سب سے زیادہ کام اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے لیا، ان کے بعد جناب شورش کاشمیری، پھر مولانا محمد شریف جالندھری اور مولانا تاج محمود کا نام آتا ہے۔ سرکاری دفاتر کے ساتھ خط و کتابت اور اس کی پیروی کا کام اللہ تعالیٰ نے مولانا فقیر محمد سے لیا اور خوب لیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا مرحوم قادیانی فتنے کے شب وروز کی سازشوں سے باخبر ہوتے تھے اور پھر قانونی راستے سے ان کا ناطقہ بند کرتے۔

مولانا فقیر محمد کی وفات سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو مدتوں پر نہیں ہوسکے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔ گزشتہ کچھ عرصے سے صاحب فراش تھے۔ علاج معالجہ جاری رہا۔ آپ کی اولاد نے خدمت کا حق ادا کیا۔ وقت موعود آن پہنچا اور آپ مسکراتے چہرے سے اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوگئے۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

☆☆..................☆☆

حکومت نومسلم خواتین کو تحفظ دے: اسلامی نظریاتی کونسل

دوبارہ کفر اختیار کرنے کے لئے دباؤ پر شدید تحفظات ہیں: اجلاس میں متفقہ قرارداد منظور

اسلام قبول کرنے والوں کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں

اسلام آباد (نمائندہ ایکسپریس) اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلام قبول کرنے والے افراد خصوصاً عورتوں کو حکومت کی طرف سے تحفظ فراہم نہ کرنے پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں رہنے والے ہر مسلمان شہری کو تحفظ فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی کی زیر صدارت اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اسلامی ریاست ہے اور آئین کے تحت انتظامیہ عدلیہ اور مقننہ ملک میں اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے اور شہریوں کے تحفظ کے پابند ہیں اور ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے، حال ہی میں مسلمان ہونے والے افراد کو ہراساں کیا گیا اور حکومت نے ان کو کوئی تحفظ فراہم نہیں کیا جو افسوسناک ہے، اسلام قبول کرنے والے افراد کو نہ صرف ہراساں کیا گیا بلکہ لادین قوتوں نے انہیں اسلام چھوڑنے اور دوبارہ کفر کو اختیار کرنے کے لئے بھی دباؤ ڈالا، قرارداد میں پارلیمنٹ اور ریاست کے دوسرے اداروں سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلام قبول کرنے والے افراد کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں۔

(روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۲۸ مارچ ۲۰۱۲ء)

ختم نبوت

﴿راشد رحمانی﴾

عقیدہ ختم نبوت تو مسلم کے گلے کا ہار
مسلمانوں سے کھاتا کیوں اک سینیٹر خار
یہودی، کافر، قادیانی کو کہتا ہے اپنا یار
اسی کو تو کہتے ہیں یارو آ بیل مجھے مار

۲۰ مارچ ۲۰۱۲ء روزنامہ امت کراچی، میں یہ خبر چھپی تھی، سینیٹ کے رکن کرنل (ر) طاہر مشہدی نے کہا: ’’قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں‘‘۔

آپ ﷺ کا استقلال!

مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی

ساتویں قسط

یہ وہ نازک وقت تھا، جس کے تصور سے بھی سننے والے کو وحشت ہوتی ہے، انسان کا دل گھبرایا جاتا ہے، کچھ کام نہیں دیتی اور عقل دنگ ہوئی جاتی ہے، آخر وہ کون سی لذت تھی جس کے مزہ نے تو گرفتاران مصیبت کے لئے دنیوی ذلت ورسوائی اور ہر قسم کے جور وجفا کی برداشت کو سہل بنادیا کہ لاڈوں کے پلے ہوئے، ناز میں پرورش پائے ہوئے آزاد خیال جنگجو اور بہادر شریف زادے اپنے عقیدوں اور شیر میں ملے ہوئے خیالات کو چھوڑ کر خدائی سفیر کے ہم سفر ہوئے، بیوی بچوں تک کو جدا کر کے نشانہ ملامت بنے، جن باعزت نوجوانوں نے مجلسوں میں صدر مقام چھوڑنا نہیں جانا تھا انہوں نے غلاموں اور باندیوں کے نازیبا الفاظ سے اور زبان سے اف تک نہ کی، پیشانی پر بل تک نہیں آیا، کون کہہ سکتا ہے کہ ان کو کوئی موہوم طمع یا حکومت کی خیالی حرص اس طرف کھینچ لائی تھی جبکہ وہ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ جو بھی ادھر آتا ہے وہ صابی اور لامذہب کے نام سے پکارا جاتا ہے، قوم کی نظروں سے گر جاتا ہے، ملک میں بدنام اور طرح طرح کی کلفتوں میں مبتلا ہوتا ہے، الغرض سفیر نے اپنی صدا نہ چھوڑی اور برابر اسی ہمت و جانبازی کے ساتھ بھرے مجمعوں میں اعلان جاری رکھا کہ بغاوت سے باز آؤ اور ہر چند کہ اس وقت تم کو تکلیف کا سامنا ہوگا مگر انجام اسی کا بہتر ہے اور فلاح دنیا و دین اسی میں منحصر ہے۔

قریش جو اس باغی جماعت کے سردار تھے چونکہ نسبی شرافت، بیت اللہ کی مجاورت، ملکی سیادت، اور زائرین کے مخدوم ہونے کی وجہ سے گویا لوگوں کے اجسام ہی پر نہیں بلکہ دلوں پر حکومت پائے ہوئے تھے، اس لئے آن بان میں کھڑے رہے اور شروع میں یوں سمجھ کر کہ یتیم بچہ کی ناآشنا صدا کو ہذیان سے زیادہ وقعت نہ ہوگی، سفیر کی آواز کو باتوں میں اڑایا، جنون بتایا، مگر جب دیکھا کہ اس کا اثر ہوتا جاتا ہے تو مخالفانہ مشورے اور کمیٹیاں ہونے لگیں اور اہتمام کے ساتھ مقابلہ کی ٹھان لی۔ سفیر بھی چونکہ ان کا قومی معزز ممبر اور شاہی خاندان کا شاہزادہ تھا، اس لئے دفعتاً اس پر حملہ ہونا سہل نہ تھا، آخر وہ لوگ جوق کے جوق ان کے چچا کے پاس گئے جو گویا ملک کے بادشاہ تھے اور پوری طرح زور دے کر سارے ملک کی طرف سے یہ درخواست پیش کی کہ آپ کے گھر میں یہ کیا عمل کیا رہا ہے کہ ہم باغی اور ہمارے عقیدے باطل بتائے جاتے ہیں ذرا اپنے بھتیجے کا منہ بند کیجئے کہ ہمارے دل نہ دکھائیں، ہمارے مذہب پر حملہ نہ کریں، ہمارے بڑوں کو گالیاں نہ سنائیں اور ہمارے بتوں کی شان میں گستاخیاں نہ کریں، اور اگر آپ کے کہنے سے وہ باز نہ آئیں تو ان کو ہمارے حوالہ کیجئے کہ ہم جانیں اور وہ، اور اگر یہ بھی آپ نہ کرسکیں تو سارے عرب سے جنگ کرنے پر تیار ہوجاویں کہ پھر تلوار سے آخری فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ سفیر جب اپنے چچا کے پاس آئے جن کو باپ اور دادا کے بعد اپنا دنیوی مربی و غمگسار سمجھا جاتا تھا تو چچا نے قوم کا پیام ان کو سنادیا اور گویا زبان حال سے استدعا کی کہ ملک میں مخالفت کی آگ جلا کر اپنے کو خطرہ میں نہ ڈالو، مگر سفیر نے اس کی مطلق بھی پروا نہیں کیا اور یوں جواب دیا کہ:

"چچا جان! نہ میں کسی طمع پر اس کام کا شیدا ہوا ہوں، نہ کسی کے اعتماد اور بھروسہ پر میں نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے، میں اپنے پاک خدا کا بھیجا ہوا سفیر ہوں، شاہنشاہی دربار سے یہ خدمت میرے سپرد ہوئی ہے کہ اپنی قوم اور ملک بلکہ ساری دنیا کو بغاوت سے روکوں، ان کو ناپاک زندگی سے نکالوں، خیال پرستی سے نجات دوں، جہنم کی آگ سے بچاؤں اور ان کو خدا کی ایسی شریعت پر پہنچاؤں جو دین اور دنیا دونوں کی بھلائی کی ذمہ دار ہے، سو اگر میری قوم میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب بھی دے دے تب بھی میں اپنی سعی سے باز نہ آؤں گا، یہاں تک کہ کامیاب ہوں یا اسی کوشش میں شہید ہوجاؤں۔"

یہ کہہ کر آپ چچا کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دروازہ کی طرف چلے کہ آپ میری خاطر تکلیف نہ اٹھائیں اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیں کہ جو کچھ مجھ پر گزرے گا سہوں گا اور جو پڑے گی اس کو برداشت کروں گا۔

سفیر کے اس استقلال نے چونکہ بتادیا کہ وہ دنیا میں کسی کی ذرہ برابر مدد، بھروسہ کئے بغیر ساری عمر اسی کوشش میں کھپانے کو تیار ہو کر آئے ہیں اور عالم کا کوئی انقلاب کیسا ہی قوی کیوں نہ ہو آخری سانس تک ان کو

ان کے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا، اس لئے ادھر آپ کی قوم مخالفت پر تل گئی اور ادھر آپ نے اپنے دعوے کے اعلان میں زور دیا کہ باہر کے آنے والے مسافر بھی سن لیں اور یہ بلند آواز گونج کی طرح عرب کے سارے ریگستان میں پھیل جائے، چنانچہ موسم حج میں بیرونی قافلے ہر چار طرف سے مکہ میں آئے اور سفیر کی اس صدا کو جسے اہل مکہ نے دیوانہ کی بکواس کہہ کر بے اثر بنانا چاہا تھا اپنے کانوں میں ڈال کر لے گئے۔

یہ صرف حق ہی کی خاصیت ہے کہ باوجود شدید مخالفت اور سخت مقابلہ کے بھی اس کا بیج دلوں میں جمے بغیر نہیں رہتا، اور گو کتنی ہی کوشش کی جائے کہ سچ کا ماننے والا دنیا میں کوئی نہ ہو مگر ممکن نہیں کہ وہ اپنا رنگ لائے بغیر رہے، اس لئے بیرونی قافلوں میں سب سے پہلے اہل مدینہ اس سے متاثر ہوئے اور ان کی زمین قلب میں کلمہ توحید و رسالت کی تخم ریزی شروع ہوگئی، چونکہ وہ لوگ عناد و مخالفت سے خالی تھے، ضد و عناد اور تمرد و مقابلہ کا رنگ ان میں بالکل نہ تھا، نیز اپنے ہم وطن اہل کتاب یعنی یہودیوں سے آنے والے خداوندی سفیر کا حال اور اس کے عالی وُ الی کمال کا تذکرہ سنتے رہتے تھے، اس لئے ان کو اس دعوے کے ماننے میں جس کو اہل مکہ نے بزعم حکومت رد کرنا چاہا تھا کچھ بھی تامل نہ ہوا اور وہاں واسطہ در واسطہ سفیر کی سفارت کو سچا سمجھنے والے دن بدن بڑھنے لگے۔

شہر مکہ ناف ارض ہونے کی وجہ سے چونکہ دنیا کا دارالسلطنت تھا اور وہ شاہی سفیر جو دنیا کا مصلح بنا کر بھیجا گیا تھا، اپنی سفارت کا مقصود اعظم اسی جگہ کی اصلاح کو سمجھے ہوئے تھا، اس لئے اطراف و نواح میں اپنا اثر ظاہر ہونے پر مسرور ضرور ہوا مگر مکہ چھوڑنے کا نام نہیں لیا اور ہر چند کہ بیرونی معتقدین نے بہ اصرار خواہش کی کہ ناقدردان دشمنوں کو چھوڑ کر آپ قدردان مخلصین میں رہائش اختیار فرمادیں مگر آپ اپنے کام کی دھن میں لگے ہوئے تھے، اس لئے ان کی درخواست منظور نہ فرمائی اور ایک معتقد مخلص صحابی کو راہنما بنا کر ان کے ساتھ کردیا کہ ان کو لیتے جاؤ، یہ تمہاری ضرورتیں پوری کریں گے اور میں جب تک ہمت و قوت یاری دے گی اپنی قوم اور وطن کو پکارنے میں لگا رہوں گا، یہاں تک کہ کامیاب ہوجاؤں یا میرا بھیجنے والا خدا مجھے یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا حکم فرمائے۔

چنانچہ آپ بدستور اس عداوت کی گھنگھور گھٹا کے نیچے ٹھہرے رہے اور اسی استقلال کے ساتھ بلاخوف و خطر اپنی بات کے بآواز بلند پکارنے اور دوسروں کے ناآشنا کانوں تک پہنچانے میں لگے رہے۔

چونکہ اب تک آپ کی پکار کا خیر مقدم کرنے والے وہی لوگ تھے جن میں دنیوی جاہ و حکومت کا غرہ نہ تھا، معمولی پیشہ ور یا کسی کے غلام یا باندی یا دوسری طرح زیردست ہونے کے سبب ان کے دماغ بڑائی اور کبر و تعلّی سے خالی تھے، یا آپ کی قوت قدسیہ کے کیمیاوی اثر سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو ادنیٰ و محقر اور صلاح و فلاح کی تجاویز میں دوسرے کے ماتحت ہونے کو خاں سمجھے تھے، اس لئے یہ لوگ اپنے دشمنوں کا کھلم کھلا مقابلہ نہ کرسکتے تھے، نہ اپنی محافظت جان و آبرو پر کما حقہ قادر تھے اور نہ دوسروں کو اپنی پناہ یا ذمہ داری میں لے سکتے تھے اور یہی بات کہ ایسی خطرناک اور کسمپرسی کی حالت میں انہوں نے خداوندی سفیر کی سفارت کا اقرار کیا ان کے کمال ہمت و اخلاص پر دلالت کرنے کے علاوہ سفیر کی سچائی کی بھی روشن علامت ہے کہ جس کے پاس ترغیب و ترہیب کا کوئی ظاہری سامان مطلق نہ تھا، اس نے اپنے اس قدر اور ایسے پختہ معتقدین کس طرح بنائے کہ جنہوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالنے کا خوف نہ کیا اور جابر و تند خو آقاؤں اور حکام شہر کے مظالم کا تختہ مشق بننا برابر پسند کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب انہیں تکالیف اور ناقابل برداشت مصیبتوں میں پسیتے اور سال گزر گئے تو وطن چھوڑنا گوارا کیا مگر ایمان چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ الغرض خداوندی سفیر نے جب دیکھا کہ میرے ساتھ مجھ کو سچا ماننے والے مسلمان بھی ایذاؤں کا نشانہ بن گئے اور تکلیفیں سہتے ہوئے ان کو برسہا برس گزر گئے تو آپ نے ان کو اجازت دے دی کہ دین کے ساتھ جان اور آبرو بھی بچاؤ اور وطن میں رہ کر اہل وطن کی مار سہار نہیں سکتے تو ملک حبش میں چلے جاؤ کہ وہاں کا نصرانی المذہب بادشاہ عادل و رحیم ہونے کے علاوہ رعایا پرور اور مذہبی آزادی دینے میں غیر متعصب ہے، چنانچہ اسی بیاسی گھر کشتیوں میں بیٹھ کر حبشہ چلے آئے اور اس وطن کو خیرباد کہہ کر جس میں مدتوں رہے سہے تھے، محض دین و مذہب کی خاطر بے وطن بنے، مگر دشمنوں نے یہاں بھی ان کو چین نہ لینے دیا اور مخالفت مذہب کی آگ جنہوں نے خون کا پیاسا بنادیا تھا ان کو حبش میں بھی لے آئی۔ چنانچہ چند روسائے قریش نے ان کے پیچھے ہی پیچھے حبش میں آ کر تحائف و ہدایا کی بدولت شاہ حبش تک رسائی پائی اور ان مسلمانوں [illegible] مجرم بنا کر چاہا کہ بادشاہ ان کو اپنے ملک سے اخراج کا حکم دے کر ان کے حوالے کردے اور پھر ان کو اس بے پناہ جماعت کے ساتھ بدسلوکی کا پورا موقع مل جائے، شاہ حبش چونکہ ایک فہیم اور ذکی شخص تھا، اس لئے اس نے سفرائے عرب کی درخواست میں ایذا و فریب کی جھلک محسوس کی اور مال کی رشوت لے کر اس قوم کو جس نے اس کے رحم و شفقت پر نظر کر کے وطن چھوڑ کر حبشہ میں پناہ لی تھی اپنے ملک سے نکالنا اور ان کی امیدوں پر پانی پھیرنا گوارا نہ کیا، لہٰذا درخواست کنندگان قریش کو ترشروئی و غصہ کے ساتھ نامنظور کا ایسا صاف جواب دے دیا کہ ان کی امید قطع ہوگئی اور بے نیل مرام مکہ واپس ہوئے۔ (جاری ہے)

لاہوری جماعت کی حقیقت

مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

مرزائی صاحبان کی لاہوری جماعت، جس کے بانی محمد علی لاہوری قادیانی تھے، بکثرت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتی، بلکہ مسیح موعود، مہدی اور مجدد مانتی ہے۔ اس لئے اس پر ختم نبوت کی خلاف ورزی کے الزام میں کفر عائد نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا مختصر سا جواب تو یہ ہے کہ جس شخص کا جھوٹا دعویٰ نبوت ثابت ہو چکا ہو، اسے صرف نبی ماننا ہی نہیں سچا ماننا اور واجب الاطاعت سمجھنا بھی کھلا کفر ہے۔ چہ جائیکہ اسے مسیح موعود، مہدی اور مجدد اور محدث (صاحب الہام) قرار دیا جائے۔ کسی شخص کا دعویٰ نبوت جو دو حریف مذہب پیدا کرتا ہے، وہ اسے سچا ماننے والوں اور جھوٹا ماننے والوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو جماعت اسے سچا قرار دیتی ہے وہ ایک مذہب کی پیرو قرار پاتی ہے اور جو جماعت اس کی تکذیب کرتی ہے وہ دوسرے مذہب میں شامل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب مرزا غلام احمد قادیانی کا مدعی نبوت ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے تو اب اس کو پیشوا ماننے والی تمام جماعتیں ایک ہی مذہب میں داخل ہوں گی، خواہ وہ اسے نبی کا نام دیں یا مسیح موعود، مہدی معہود اور مجدد کا، لیکن اس مختصر جواب کے ساتھ لاہوری جماعت کی پوری حقیقت واضح کر دینا بھی مناسب ہوگا۔

واقعہ یہ ہے کہ عقیدہ و مذہب کے اعتبار سے ان دونوں جماعتوں میں عملاً کوئی فرق نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اور ان کے بعد ان کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کے انتقال ہونے تک جماعت قادیان اور جماعت لاہور کوئی الگ جماعتیں نہ تھیں، اس پورے عرصہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام متبعین خواہ مرزا بشیر الدین ہوں یا محمد علی لاہوری پوری آزادی کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو ''نبی'' اور ''رسول'' کہتے اور مانتے رہے۔ محمد علی لاہوری عرصہ دراز تک مشہور قادیانی رسالے ''ریویو آف ریلیجنز'' کے ایڈیٹر رہے اور اس عرصہ میں انہوں نے بے شمار مضامین میں نہ صرف مرزا قادیانی کے لئے ''نبی'' اور ''رسول'' کا لفظ استعمال کیا بلکہ ان کے لئے نبوت و رسالت کے تمام لوازم کے قائل رہے، ان کے ایسے مضامین کو جمع کیا جائے تو ایک پوری کتاب بن سکتی ہے۔ تاہم ہم یہاں مختصر نمونے کے طور پر ان کی چند تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۳ رمئی ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک بیان دیا، جس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ جو شخص مرزا قادیانی کی تکذیب کرے، وہ ''کذاب'' ہوتا ہے، چنانچہ ایسے شخص کو اگر مرزا قادیانی نے کذاب لکھا تو ٹھیک کہا۔ اس بیان میں وہ لکھتے ہیں:

''مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی ملزم مدعی نبوت ہے، اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔'' (حلفیہ شہادت بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور، مورخہ ۱۳ رمئی ۱۹۰۴ء)

منقول از ماہنامہ فرقان قادیان، ج:۱، نمبر:۱ ص:۱۵، جنوری ۱۹۴۲ء)

''آنحضرت ... کے بعد خداوند تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے، مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔'' (ریویو آف ریلیجنز، ج:۵، نمبر:۵، ص:۸۶، مئی ۱۹۰۶ء، بحوالہ تبدیلی عقائد از محمد اسماعیل قادیانی، ص:۲۲، مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان)

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور و نبی کر کے بھیجا ہے۔۔ بھی شہرت پسند نہیں، بلکہ ایک عرصہ دراز تک جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت توبہ لیں۔ آپ کو کسی سے کچھ سروکار نہ تھا اور سالہا سال تک گوشہ خلوت سے باہر نہیں نکلے، یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔'' (ریویو ج:۵، نمبر:۴، ص:۱۳۲)

''مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے، مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہئے مانگنے والا.... ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) وہ صادق تھا،

خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔" (تقریر محمد علی در احمدیہ بلڈنگس مندرجہ الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء، بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان، جنوری ۱۹۴۲ء ج:۱، نمبر:۱، ص:۱۱)

یہ اقتباسات تو محض بطور نمونہ محمد علی لاہوری قادیانی بانی جماعت لاہور کی تحریروں سے پیش کئے گئے ہیں، لیکن یہ صرف انہی کا عقیدہ نہ تھا بلکہ پوری جماعت لاہور نے اپنے ایک حلفیہ بیان میں انہی عقائد کا اقرار کیا ہے۔

لاہوری جماعت کا حلفیہ بیان:

"پیغام صلح" جماعت لاہور کا مشہور اخبار ہے۔ اس کی ۱۶؍اکتوبر ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں پوری جماعت کی طرف سے یہ حلفیہ بیان شائع ہوا:

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے، خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے، حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔" (پیغام صلح ۱۶؍اکتوبر ۱۹۱۳ء ص۳، بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان، جنوری ۱۹۴۲ء ج:۱، نمبر:۱، ص:۱۳،۱۴)

اس حلفیہ بیان کے بعد لاہوری جماعت کے اصل عقائد سے ہر پردہ اٹھ جاتا ہے، لیکن جب مرزائیوں کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کا انتقال ہوا ہے اور خلافت کا مسئلہ اٹھتا ہے تو محمد علی لاہوری قادیانی مرزا بشیرالدین محمود قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور انہیں خلیفہ تسلیم کرنے سے انکار کر کے قادیان سے لاہور چلے آتے ہیں اور یہاں اپنی الگ جماعت کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔ ۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء کو مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ دوم مقرر کئے گئے اور ۲۲؍مارچ ۱۹۱۴ء کو اس فیصلے سے اختلاف کرنے والی جماعت لاہور کا پہلا جلسہ ہوا۔ اس جلسے میں جو قرارداد منظور کی گئی وہ یہ تھی:

"صاحبزادہ قادیانی (مرزا بشیر الدین محمود) کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں، یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں، لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں، لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق واختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود نے دیئے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے، اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے۔" (ضمیمہ پیغام صلح، ۲۴؍مارچ ۱۹۱۴ء، بحوالہ فرقان قادیان، جنوری ۱۹۴۲ء، ج:۱، نمبر:۱، ص:۷)

اس قرارداد سے واضح ہے کہ لاہوری جماعت کو اس وقت نہ جماعت قادیان کے عقائد پر اعتراض تھا اور نہ وہ مرزا بشیرالدین کو خلافت کے لئے نااہل قرار دیتے تھے، جھگڑا تھا تو اس بات پر تھا کہ تمام اختیارات انجمن احمدیہ کو دیئے جائیں نہ کہ خلیفہ کو، لیکن جب مرزا بشیرالدین محمود نے اس تجویز کو منظور نہ کیا تو محمد علی لاہوری نے لکھا:

"خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے تو کس طرح تسلیم کرلیا جائے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کرلی تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ۔" (پیغام صلح ۱۷؍اپریل ۱۹۱۴ء منقول از فرقان، جنوری ۱۹۴۲ء ج:۱، نمبر:۱، ص:۷، بحوالہ بالا)

یہ تھا قادیانی اور لاہوری جماعتوں کا اصل اختلاف جس کی بنا پر یہ دونوں پارٹیاں الگ ہوئیں، اب جیسا کہ اختلاف کی بنا پر جب قادیانی جماعت نے لاہوری جماعت پر عرصہ حیات تنگ کردیا تو لاہوری گروپ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے پر مجبور ہوا، چنانچہ جب جماعت لاہور نے اپنا الگ مرکز قائم کیا تو کچھ اپنی علیحدگی کو خوبصورت بنانے کی تدبیر، کچھ قادیانی جماعت کے بغض اور کچھ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی فکر کی وجہ سے اس جماعت نے اپنے سابقہ عقائد اور تحریروں سے رجوع اور توبہ کا اعلان کئے بغیر یہ کہنا شروع کردیا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مسیح موعود، مہدی اور مجدد مانتے ہیں۔

قادیان اور لاہوری جماعتوں میں کوئی فرق نہیں:

لیکن اگر لاہوری جماعت کے ان عقائد کو بھی دیکھا جائے، جن کا اعلان انہوں نے ۱۹۱۴ء کے بعد کیا ہے، تب بھی یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ان کا یہ موقف محض ایک لفظی ہیر پھیر ہے اور حقیقت کے اعتبار سے ان کے اور قادیانی جماعت کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں ہے، جس طرح وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام کو حجت اور واجب الاتباع مانتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اسے حجت اور واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔ جس طرح وہ مرزا قادیانی کی تمام کفریات کی تصدیق کرتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اسے واجب التصدیق قرار دیتے ہیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کو اپنے لئے الہامی سند اور مذہبی اتھارٹی سمجھتے ہیں اسی طرح یہ

بھی انہیں مذہبی ماخذ کی حیثیت دیتے ہیں۔ جس طرح وہ مرزا قادیانی کے مخالفین کو کافر کہتے ہیں، اسی طرح یہ بھی مرزا قادیانی کو کافر اور جھوٹا قرار دینے والوں کے کفر کے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے لئے لفظ نبی استعمال کرنے کو علی الاطلاق جائز سمجھتی ہے اور لاہوری جماعت مرزا قادیانی کے لئے اس لفظ کے استعمال کو صرف لغوی یا مجازی حیثیت میں جائز قرار دیتی ہے۔

اس حقیقت کی تشریح اس طرح ہوگی کہ لاہوری جماعت جن بنیادی عقیدوں میں اپنے آپ کو قادیانی جماعت سے ممتاز قرار دیتی ہے، وہ دو عقیدے ہیں:

۱:... مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے لفظ نبی کا استعمال۔

۲:... غیر احمدیوں کو کافر کہنا۔

لاہوری جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتی بلکہ صرف مجدد مانتی ہے اور غیر احمدیوں کو کافر کے بجائے صرف فاسق قرار دیتی ہے،

اب ان دونوں باتوں کی حقیقت ملاحظہ فرمایئے:

نبی نہ ماننے کی حقیقت:

لاہوری جماعت اگرچہ اعلان تو یہی کرتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، بلکہ ”مجدد“ مانتے ہیں، لیکن ”مجدد“ کا مطلب کیا ہے؟ بعینہٖ وہ جسے قادیانی جماعت ظلی اور بروزی نبی کہتی ہے، چنانچہ محمد علی لاہوری قادیانی اپنی کتاب ”النبوۃ فی الاسلام“ میں جو جماعت لاہوری کی علیحدگی کے بہت بعد کی تصنیف ہے، لکھتے ہیں:

”انواع نبوت میں سے وہ نوع جو محدث کو ملتی ہے وہ چونکہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول کے ملتی ہے، جیسا توضیح المرام میں لکھا تھا کہ وہ نوع مبشرات ہے۔ اس لئے وہ تحدید ختم نبوت سے باہر ہے اور یہ حضرت مسیح موعود ہی نہیں کہتے بلکہ حدیثوں نے صاف طور پر ایک طرف محدثوں کا وعدہ دے کر اور دوسری طرف مبشرات کو باقی رکھ کر یہی اصول قرار دیا ہے، گویا نبوت تو ختم ہے، مگر ایک نوع نبوت باقی ہے اور وہ نوع مبشرات ہیں، وہ ان لوگوں کو ملتی ہے جو کامل طور پر اتباع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتے ہیں اور فنا فی الرسول کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب بعینہٖ اسی اصول کو ”چشمہ معرفت“ میں جو آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی سب سے آخری کتاب ہے بیان کیا ہے:

”تمام نبوتیں اسی پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے، مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں، یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں، کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے، یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے۔“ (دیکھو ص:۳۲۴)

اب دیکھو کہ یہاں بھی نبوت کو تو ختم ہی کہا ہے، لیکن ایک قسم کی نبوت باقی بتائی ہے اور وہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے ص:۱۸۲، پر یہ بھی صاف لکھ دیا ہے کہ: ”وہ نبوت جس کو ظلی نبوت یا نبوت محمدیہ قرار دیتے ہیں، وہ وہی مبشرات والی نبوت ہے۔“

(النبوۃ فی الاسلام ص:۱۵۰، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

آگے مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارتوں کی تشریح کرتے ہوئے اور انہیں درست قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”درحقیقت جو کچھ فرمایا ہے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کچھ کہا ہے) گو اس کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا تغیر ہو، مگر ماحصل سب کا ایک ہی ہے، یعنی یہ کہ اول فرمایا کہ صاحب خاتم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا، پھر فرمایا کہ صاحب خاتم ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کی مہر سے ایک ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے، جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے، اب امتی ہونے کے معنی یہی ہیں کہ کامل اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا کر دیا جائے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ایک قسم کی نبوت بھی مل سکتی ہے، وہ نبوت کیا ہے؟ اس کو آخر میں جا کر صاف حل کر دیا ہے کہ وہ ایک ظلی نبوت ہے جس کے معنی ہیں فیض محمدی سے وحی پانا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔“ (النبوۃ فی الاسلام ص:۱۵۳، از محمد علی لاہوری قادیانی)

محمد علی لاہوری قادیانی کی ان عبارتوں کو اہل قادیان اور اہل ربوہ کے ان عقائد سے ملا کر دیکھئے جو پیچھے بیان ہو چکے ہیں، کیا کہیں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ لیکن آگے فرق ظاہر کرنے کے لئے لفظوں کا یہ کھیل بھی ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت مسیح موعود نے اپنی پہلی اور پچھلی تحریروں میں ایک ہی اصول باندھا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ باب نبوت تو مسدود ہے مگر ایک نوع کی نبوت مل سکتی ہے، یوں نہیں کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے، مگر ایک نوع کی نبوت باقی رہ گئی ہے اور قیامت تک رہے گی، یوں نہیں کہیں گے کہ ایک شخص اب بھی نبی ہو سکتا ہے، یوں کہیں گے کہ ایک نوع کی نبوت اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہو سکتی ہے، اس کا نام ایک جگہ مبشرات، ایک جگہ جزوی نبوت، ایک جگہ محدثیت، ایک جگہ کثرت مکالمہ رکھا ہے مگر نام کوئی بھی رکھا ہو، اس کا بڑا نشان یہ قرار دیا

ہے کہ وہ ایک انسان کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مل سکتی ہے، وہ فنافی الرسول (فنا فی الرسول سے نبوت مل جاتی ہے تو شاید فنافی اللہ سے خدائی بھی مل جاتی ہوگی) سے حاصل ہوتی ہے، وہ نبوت محمدیہ کی مستفاض ہے، وہ چراغ نبوی کی روشنی ہے، وہ اصلی کوئی چیز نہیں، ظل ہے۔"

(النبوۃ فی الاسلام، ص:۱۵۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

کیا یہ لفظوں کے معمولی ہیر پھیر سے ظل و بروز کا بعینہٖ وہی فلسفہ نہیں ہے جو مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے الفاظ میں پیچھے بیان کیا جا چکا ہے؟ اگر یہ اور یقیناً ہے تو حقیقت کے لحاظ سے قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت میں فرق کیا رہ گیا؟ اور یہ صرف محمد علی لاہوری قادیانی ہی کا نہیں، پوری لاہوری جماعت کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے درمیان جو مباحثہ راولپنڈی میں ہوا اور جسے دونوں جماعتوں نے مشترک خرچ پر شائع کیا، اس میں لاہوری جماعت کے نمائندے نے صراحتاً کہا کہ:

"حضرت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اظلال میں ایک کامل ظل ہیں، پس ان کی بیوی اس لئے ام المومنین ہے اور یہ بھی ظلی طور پر مرتبہ ہے۔"

(مباحثہ راولپنڈی، ص:۱۹۶)

نیز اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ:

"حضرت مسیح موعود نبی نہیں، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ان میں منعکس ہے۔" (مباحثہ راولپنڈی، ص:۱۹۶)

یہ سب وہ عقائد ہیں جنہیں لاہوری جماعت اب بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے مسئلہ میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت میں صرف لفظی ہیر پھیر کا اختلاف ہے۔ لاہوری جماعت اگرچہ مرزا قادیانی کا لقب مسیح موعود اور مجدد رکھتی ہے، لیکن ان الفاظ سے اس کی مراد بعینہٖ وہ ہے جو قادیانی جماعت ظلی، بروزی یا غیر تشریعی یا امتی نبی کے الفاظ سے مراد لیتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ لاہوری جماعت کا مسلک یہ ہے کہ: مسیح موعود، مجدد اور مہدی کا یہ مقام جسے مرزا قادیانی نے ہزار ہا مرتبہ لفظ "نبی" سے تعبیر کیا اور جس کے لئے وہ خود ۱۹۱۴ء تک بلاتکلف یہی لفظ استعمال کرتے رہے، خلافت کا نزاع پیدا ہونے کے بعد اس کے لئے "نبوت" کا لفظ صرف لفظ مجازی یا لغوی قرار پا گیا، جسے مرزا قادیانی کی عبارتوں کی تشریح کے لئے اب بھی استعمال کیا جاتا ہے، لیکن عام تحریروں میں اس کا استعمال مصلحتاً ترک کردیا گیا ہے۔

شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے بالکل صحیح بات کہی تھی کہ:

"تحریک احمدیت دو جماعتوں میں منقسم ہے جو قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے نام سے موسوم ہیں۔ اول الذکر جماعت بانی احمدیت کو نبی تسلیم کرتی ہے۔ آخر الذکر نے اعتقاداً یا مصلحتاً قادیانیت کی شدت کو کم کرکے پیش کرنا مناسب سمجھا۔" (حرف اقبال، ص:۱۴۹، المنار اکادمی مطبوعہ ۱۹۴۸ء)

یہاں یہ حقیقت بھی واضح کردینا مناسب ہے کہ لاہوری صاحبان نے جو تاویل کی ہے کہ مرزا قادیانی نے ہر جگہ اپنے لئے لفظ "نبی" مجازی یا لغوی طور پر استعمال کیا ہے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا (اگرچہ مرزا قادیانی کی بے شمار تحریریں اس دعویٰ کی بھی تردید کرتی ہیں) اس تاویل کے لئے انہوں نے "حقیقی نبوت" کی ایک مخصوص اصطلاح گھڑی ہے جو شرعی اصطلاح سے بالکل الگ ہے، اس حقیقی نبی کے لئے انہوں نے بہت سی شرائط عائد کی ہیں، جن میں سے چند یہ بھی ہیں:

۱:... "حقیقی نبی صرف وہ ہوگا، جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے ہوں، نزول جبرئیل علیہ السلام کے بغیر کوئی حقیقی نبی نہیں ہوسکتا۔"

(ملخص النبوۃ فی الاسلام از محمد علی لاہوری، ص:۲۸)

۲:... "حقیقی نبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت کو منسوخ یا اس میں ترمیم کرسکے۔" (ملخص النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص:۶۰)

۳:... "وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص:۵۶)

۴:... "ہر حقیقی نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب لائے۔" (ملخص النبوۃ فی الاسلام، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص:۵۶)

حقیقی نبوت کے لئے اس طرح کی بارہ شرائط عائد کرنے کے بعد انہوں نے ثابت کیا ہے کہ چونکہ یہ شرائط مرزا قادیانی کی نبوت میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے ان پر حقیقی معنی میں لفظ نبی کا اطلاق درست نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ شریعت کی معروف اصطلاح میں نبی کے لئے نہ کتاب لانا ضروری ہے، نہ یہ ضروری ہے کہ اس کی وحی عبادتوں میں ضرور پڑھی جائے، نہ یہ لازمی ہے کہ نبی اپنے سے پہلی شریعت کو ہمیشہ منسوخ ہی کردے اور نہ نبوت کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ اس میں وحی لانے والے ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام ہی ہوں۔ لہٰذا "حقیقی نبوت" صرف اسی نبوت کو قرار دینا جس میں یہ ساری شرائط موجود ہوں، محض ایک ایسا حیلہ ہے جس کے ذریعے کبھی مرزا قادیانی کو نبی قرار دینا اور کبھی ان کی نبوت سے انکار کرنا آسان ہوجائے کیونکہ یہ شرائط عائد کرکے تو بہت سے انبیائے بنی اسرائیل کے بارے میں بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ "حقیقی نبی" نہیں تھے، کیونکہ نہ ان پر کتاب اتری نہ ان کی وحی کی تلاوت کی گئی اور نہ وہ کوئی نئی شریعت لے کر آئے لیکن وہ انبیاء تھے۔

(جاری ہے)

قادیانیوں کا مسلمان معاشرے کا حصہ بننا ہرگز گوارا نہیں: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قادیانیت کا ڈھونگ ایک باریک نکتہ ہے... مجھے اسلام کا اتنا ادراک نہیں تھا: سردار امام بخش قیصرانی

قادیانیت کی دلدل سے نکل کر اسلام کے دامن رحمت میں آنا بڑی سعادت ہے: حافظ حسین احمد

ختم نبوت کا اسٹیج ایسا ہے جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شامل ہیں: سردار محمد خان لغاری

ختم نبوت کانفرنس تونسہ شریف سے علماء کرام ودیگر مقررین کا اظہار خیال

کوٹ قیصرانی، تونسہ شریف ... (مولانا غلام اکبر عاقب) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی عیدگاہ کوٹ قیصرانی میں ۳۱/مارچ ۲۰۱۲ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور نعتیہ کلام کے بعد علماء کرام اور قائدین نے خطاب کیا۔ حال ہی میں قادیانیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہونے والے علاقہ کے بااثر سردار بیرسٹر سردار امام بخش خان قیصرانی نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے اعزاز میں منعقدہ کانفرنس میں علماء کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مولانا حافظ حسین احمد ہمارے علاقہ میں تشریف لائے ہیں، ان کی تشریف آوری پر ہم ان کے ممنون ہیں۔ مسلمان کے گھر میں مسلمان بچہ پیدا ہوتا ہے، اسے اسلام کی نعمت کی قدر اور احساس نہیں ہوتا اور جو اسلامی ماحول میں پیدا نہیں ہوتا اور پھر اللہ تعالیٰ اسے اسلام کی نعمت مرحمت فرماتا ہے اسے اس نعمت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ قادیانیت کا ڈھونگ ایک باریک نکتہ ہے، میں نے لندن میں تعلیم حاصل کی، بار ایٹ لاء کیا، مجھے اسلام کا اتنا ادراک نہیں تھا، میں ان علماء کرام کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے میری راہنمائی کی اور مجھے اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر لاکھوں لعنتیں ہوں، قادیانیت پر لعنت ہو۔ قرآن و حدیث میں ختم نبوت کا واضح اعلان موجود ہے جو شخص عقیدۂ ختم نبوت کو نہیں مانتا وہ کافر اور لعنتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی حسرت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رہی اور آپ کی عظمت پر رشک کرتے رہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا بہت بڑا اعزاز ہے۔ کسی امتی کو اگر نیکی کی توفیق ملتی ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی وجہ سے ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا حافظ حسین احمد مدظلہ نے کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے احباب کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ جمعیت علماء اسلام کی مصروفیات کی وجہ سے فراغت نہیں تھی، لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ سردار امام بخش خان قیصرانی نے اسلام قبول کیا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سائبان میں آگئے ہیں تو مجھے انتہائی خوشی ہوئی، میں نے اپنی ساری مصروفیات کو موخر کرکے اس کانفرنس میں اپنی شرکت کو سعادت سمجھا، میں سردار امام بخش خان قیصرانی کو دجل وفریب سے نکلنے اور حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی عزت وعظمت کے لئے عمرو ابن ہشام اور عمر ابن خطاب کو مانگا تھا۔ تونسہ شریف کے اس علاقہ میں جمعیت علماء اسلام کمزور تھی ممکن ہے علاقہ کے کسی بزرگ نے اسلام کی عظمت کے لئے اللہ سے کوئی سردار مانگا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سردار امام بخش خان کی صورت میں دعا قبول فرمائی۔ سردار امام بخش خان قیصرانی کے سر پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا تاج ہے۔ قادیانیت کی دلدل سے نکل کر اسلام کے دامن رحمت میں آنا بہت بڑی سعادت ہے۔ جمعیت علماء اسلام نے اس سال کو شیخ الہندؒ کا سال قرار دیا، بلوچستان، سندھ، سرحد اور پنجاب کے سرداروں نے انگریز کے آگے سر جھکا کر سر کا خطاب حاصل کیا۔ ہمارے اکابر نے انگریز کے خلاف تحریکیں چلائیں۔ شیخ الہندؒ نے تحریک ریشمی رومال چلائی تمام ہندوستانیوں کو اپنے ساتھ ملایا اور انگریز کو ہندوستان سے نکال دیا۔ روس کو شیخ الہندؒ کے شاگردوں نے شکست دی۔ امریکا کو شیخ الہندؒ ہی کے نام لیواؤں نے

شکست دی ہے، ہم نے ہمیشہ آئین کے مطابق جدوجہد کی۔ آئینی جدوجہد کے ذریعہ ہم نے قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا۔

مولانا ضیاءالدین آزاد نے اپنے بیان میں کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور سردار امام بخش کو مبارکباد دینے کے لئے یہ کانفرنس منعقد کی گئی ہے۔ کانفرنس کسی سیاسی مقصد کے لئے نہیں۔ ہماری جماعت نہ کسی سیاسی شخصیت کی مخالفت کرتی ہے نہ موافقت، ہاں اگر کوئی قادیانی الیکشن میں کھڑا ہوتا ہے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کی مخالفت میں میدان میں آجاتی ہے۔ جس نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے وفائی کی، اسے ملک میں مرنا بھی نصیب نہ ہوا۔ یہ کانفرنس قادیانیوں کو قبول اسلام کی دعوت دیتی ہے۔ قادیانی، قادیانیت چھوڑ کر اسلام کے دامن رحمت میں آجائیں۔ پاکستان میں تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارے اکابر کی قربانیوں کا ثمر ہے، ہم اپنے اکابر کے مشن کو جاری رکھیں گے۔

سردار محمد خان لغاری راہنما جمعیت علماء پاکستان نے اپنے خطاب میں کہا کہ انتہائی مسرت کی بات ہے کہ آج ہم آپ کے قصبہ میں ختم نبوت کانفرنس میں حاضر ہیں۔ ختم نبوت کا اسٹیج ایسا ہے جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شامل ہیں۔ تحریک شیر گڑھ میں ہم سب شامل تھے۔ بریلوی، اہل حدیث کے راہنماؤں نے بھی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا، ختم نبوت کا مسئلہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شروع ہوا مسیلمہ کذاب کا فتنہ آپؐ کے زمانہ میں شروع ہوا، حضرت ابوبکر صدیقؓ ختم نبوت کے پہلے محافظ تھے، حضرت وحشی بن حربؓ نے مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کیا۔

مولانا قاری جمال عبدالناصر نے کہا کہ غازی علم دین شہید کی طرح غازی ممتاز قادری نے بھی ناموس رسالت کے لئے قربانی دی ہے۔ ممتاز قادری جیل میں نہیں بلکہ جنت میں ہیں، اسلام اور شعائر اسلام کو مٹانے والے مذاکرات کی بھیک مانگ رہے ہیں، اغیار کے ایجنڈے ناکام ہوں گے، مساجد و مدارس اور علماء کرام انشاء اللہ باقی رہیں گے۔ جہاد باقی رہے گا۔ مرزا قادیانی نے انگریز کے ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ جہاد نے روس اور امریکا کو شکست سے دوچار کیا۔

پروفیسر عطاء محمد جعفری امیر جماعت اسلامی ضلع ڈیرہ غازی خان نے کہا کہ ہر دور کا باطل چاہتا ہے کہ اللہ کے نور کو اپنی ناپاک پھونکوں سے بجھا دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ میں ڈیرہ غازی خان کے ختم نبوت کے راہنماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے یہ مبارک محفل سجائی۔ ختم نبوت کا مسئلہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ قرآن وسنت اور اجماع امت سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ پاکستان میں جب کوئی گستاخ آنکھ ناموس رسالت کی طرف اٹھی۔ اسلامیان پاکستان نے وہ آنکھ نکال باہر کی۔ امریکا مساجد و مدارس کو شہید کر رہا ہے۔ اس کے حامی ہمارے بے حیث حکمران ہیں۔ پاکستان کو معاشی اور سیاسی طور پر بدحال اور بے حال کر دیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت نے اسلامیات کے نصاب کو تبدیل کر دیا، نہم کی اسلامیات میں سے سورۂ توبہ، سورۂ انفال کو حذف کیا، ۴۰ احادیث کو نکالا، علماء کرام کے احتجاج پر پنجاب حکومت نے یہ فیصلہ واپس لے لیا ہے، علماء کرام زندہ باد۔

مولانا محمد اقبال رشید امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ڈیرہ غازی خان نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت امت کا اساسی عقیدہ ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں یہود و نصاریٰ کے ایماء پر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کیا اور مرزا قادیانی کو نبی بنا کر جہاد کے خلاف کام کرایا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو حکم دیا کہ: ”ہندوستان واپس جاؤ ایک فتنہ ظاہر ہونے والا ہے تمہاری ملک میں موجودگی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کافی ہے۔“ یہ فتنہ مرزا قادیانی کا فتنہ تھا۔

حاجی یار محمد خان شہلانی راہنما اہل سنت والجماعت نے کہا کہ ختم نبوت کے لئے ہمارے خون کا آخری قطرہ تک حاضر ہے۔ مولانا امان اللہ اور مولانا عبدالعزیز لاشاری نے اس کانفرنس کا انتظام کیا، میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ سردار امام بخش خان قیصرانی ہم سب سے کم گناہگار ہیں، اس لئے کہ انہوں نے قادیانیت سے توبہ کی ہے۔ جن لوگوں کی محنت سے وہ مسلمان ہوئے ان کو بھی سلام پیش کرتا ہوں، شیر گڑھ کی مسجد سیل ہوئی تو ہم نے واگزار کرائی۔ ختم نبوت کے دفاع کے ساتھ ساتھ ناموس صحابہ کا دفاع بھی فرض ہے، ہم دہشت گرد نہیں اور بے غیرت بھی نہیں، علماء کرام ہماری سرپرستی فرمائیں۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر کام کی ایک ابتداء بھی ہوتی ہے اور انتہاء بھی، ابتداء اور انتہاء سے پاک صرف اللہ کی ذات ہے۔ آدم علیہ السلام سے نبوت کی ابتداء ہوئی تو فطرت کا تقاضا ہے کہ کسی پر نبوت کی انتہاء ہونی چاہئے۔ اس وقت دنیا میں تین مذاہب موجود ہیں: یہودیت، عیسائیت اور اسلام، یہودیت سب سے قدیم ہے، یہودی عہد نامہ قدیم

کو مانتے ہیں۔ عیسائی عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید دونوں کو مانتے ہیں، عہد نامہ قدیم میں موجود ہیں: ’’وہ ابن آدم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا۔‘‘ اس سے مراد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر فرمایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔ آپ کے علاقہ کی ممتاز شخصیت نے اسلام قبول کیا ہے، ہم سب ان کو مبارکباد دینے کے لئے آئے ہیں۔ ہم قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینے آئے ہیں، اگر قادیانی کہیں کہ علماء اپنی پگڑیوں کے ساتھ ہمارے دروازے پر جھاڑو دیں تو ہم اسلام قبول کریں گے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ اگر قادیانی یہ سمجھیں کہ ہم قادیانی رہتے ہوئے مسلمان معاشرہ کا حصہ بن جائیں تو یہ ہمیں ہرگز گوارا نہیں۔ سانپ اور بچھو سے دوستی ہوسکتی ہے قادیانیوں سے دوستی نہیں ہوسکتی۔ یہودی اور عیسائی مذہب کے لوگ بھی نبوت کو جاری نہیں مانتے۔ قادیانی نبوت کو جاری مان کر یہودیت وعیسائیت سے بھی بدتر ہیں، کوئی دن ایسا نہیں آتا کہ قادیانیوں کے قبول اسلام کی اطلاع نہ ملے۔ قادیانی خود یہ کہتے ہیں کہ چودہ سو سال میں مرزا قادیانی کے سوا کوئی نبی نہیں آیا اور مرزا قادیانی کے بعد بھی کوئی نبی نہیں، اس سے قادیانی ختم نبوت کا اعزاز مرزا قادیانی کو دینا چاہتے ہیں اور ہم آپؐ کی ختم نبوت کا اعزاز کسی کو حاصل کرنے نہیں دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: [illegible]

کے بعد کوئی نہ ہو۔ آپؐ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے ان کی نبوت کا علاقہ محدود تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ آپؐ آخری نبی ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب مجموعہ اشتہارات پہلی جلد میں لکھا کہ: ’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور لعنتی ہے۔‘‘ پھر اسی کتاب کی تیسری جلد میں لکھا: ’’میں نبی ہوں۔‘‘ مرزا قادیانی اپنے فتویٰ کے مطابق کافر اور لعنتی ہے۔ کامل ابن اثیر تاریخ کی کتاب میں ہے: ’’صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔‘‘ مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی تعداد بھی ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی، آج ایک بھی مسیلمی نہیں ملتا۔ اسی طرح ایک وقت آئے گا کہ دنیا میں ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ مرزا قادیانی نے کہا: ’’جو مجھے نہیں مانتا وہ کنجری کا بیٹا ہے۔‘‘ مرزا قادیانی کے دو بیٹے فضل احمد اور سلطان احمد مرزا کو نہیں مانتے تھے، گویا مرزا کے بقول اس کے دو بیٹے کنجری کی اولاد ہوئے۔ مرزا خود کنجر ہوا؟ اس کے ماننے والوں کو کیا کہیں گے؟ جناب سردار امام بخش خان قیصرانی سے میری پہلی ملاقات ہے، میں ان کو اپنے سے بہتر مسلمان سمجھتا ہوں، اس لئے کہ امام بخش خان نے اسلام قبول کیا ہے، ان کے قبول اسلام کی وجہ سے حدیث پاک کے مطابق ان کے پہلے تمام گناہ معاف ہوگئے ہیں۔

کانفرنس میں مولانا قاری عبدالوہاب اور قاری شاہنواز نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ پھر [illegible]

مولانا عبدالرحمن غفاری، مولانا محمد اسحاق ساجد، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اقبال، مولانا محمد شریف حیدری، مولانا امان اللہ قیصرانی اور دیگر اراکین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علماء اسلام نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے شب وروز محنت کی۔ کانفرنس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء اور عوام نے شرکت کی۔ کانفرنس کے شرکا ’’تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے فلک شگاف نعرے لگاتے رہے۔

کانفرنس شروع ہونے سے پہلے مولانا حافظ حسین احمد مرکزی راہنما جمعیت علماء اسلام نے پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ کانفرنس میں تحصیل وضلع بھر کی دینی سیاسی قیادت نے شرکت کی، جن میں شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن عثمانی، مولانا غلام فرید قیصرانی، مولانا عبدالغفور گورمانی، پیر طریقت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی، مولانا اسحاق نقشبندی، مولانا رحمت اللہ، مولانا عبدالغفور سبحانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا بشیر احمد فاضل پوری، مولانا ابوبکر تونسوی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے جنرل سیکرٹری حکیم عبدالرحیم جعفر شامل ہیں۔

الحمدللہ! پنڈال کو خوبصورت بینروں سے سجایا گیا، جن پر مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ، مفتی فخر الزماں شہیدؒ کی عظمت کو سلام، حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے نامزد ملزم زید حامد کو گرفتار کرو آویزاں تھا۔

ایک پریس ریلیز میں مولانا عبدالعزیز لاشاری نے تحصیل تونسہ شریف کی تمام دینی قیادت کو کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور تمام [illegible]

رُوح افزا اور کیا چاہیۓ!
SHARBAT
ROOH AFZA
ہمدرد

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت ورسالت کا دروازہ بند فرمادیا: حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

نواب شاہ (مولانا تجمل حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے زیر اہتمام ۱۶؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا، تلاوت کلام کی سعادت قاری عطاء الرحمٰن مدنی نے حاصل کی۔ سندھی نعت خواں حافظ مشتاق احمد نے نعت پڑھی، پھر مولانا محمود الحسن جوگی کا بیان ہوا اور اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت اور اہمیت پر بیان کیا۔

کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ملک وملت اور اسلام کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا رہے ہیں، ملکی سلامتی کا مسئلہ ہو یا مسئلہ کشمیر یا میموگیٹ کیس ان سب میں قادیانی ملوث ہیں، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو قانون کا پابند بنایا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات قرآن کی آیات، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا، اگر کوئی بدبخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کذاب، دجال اور ملعون ہے نبی کسی صورت میں نہیں ہوسکتا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے خطاب کرتے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا دروازہ بند فرمادیا ہے، اب کوئی نیا نبی یا رسول اس دنیا میں نہیں آئے گا، انہوں نے فرمایا کہ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں، حکومت قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کرے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت فراڈ، دھوکا بازی اور فریب سازی کا نام ہے، ہمیں ان کے فریب کو دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا ہے۔ انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے کام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ بزرگوں کی زیارت کرنا بھی ثواب سے خالی نہیں، لیکن تحفظ ختم نبوت کے ایک ادنیٰ کارکن کی زیارت کرنا اس سے بڑا ثواب کا کام ہے۔ آخر میں انہوں نے تمام حاضرین سے قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کرنے کا عہد لیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی بھی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے کارکنان خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل ہیں اور آپ کے ذاتی محافظ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے اکابرین ختم نبوت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر صورت میں تحفظ ختم نبوت کا کام کرنا ہے اور اس کے لئے ہم کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

آخر میں جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے جنرل سیکریٹری علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام عالم کفر متحد ہوکر توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں، لیکن ہم ہر صورت میں اس کا تحفظ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہر دور میں قادیانیت کے ناسور کے خلاف ہر علاقے میں مسلسل جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے بگرام ایئر بیس پر قرآن مجید کی بے حرمتی کی شدید مذمت کی اور کہا کہ اس جرم میں وہ اسلامی حکمران بھی شامل ہیں جو امریکا کے حمایتی ہیں یا جو امریکا کو افغانستان میں لانے کا سبب بنے۔ کانفرنس رات دو بجے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کے شرکاء میں سندھی اور اردو زبان میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اس عظیم الشان کانفرنس میں مولانا مفتی ظفر اقبال کہروڑپکا، مولانا محمد یوسف، مولانا محمد سلیم دارالعلوم الحسینیہ شہدادپور نے خصوصی شرکت کی۔ مولانا سلیم اللہ ابڑو، مولانا مسرور احمد، قاری عبیداللہ، حافظ نیاز احمد خاصخیلی نے اپنے اپنے یونٹ کے ساتھیوں سمیت شرکت کی۔ مولانا مفتی محمد یونس، قاری محمد اسماعیل، مولانا سراج الدین میمن، مولانا حزب اللہ کھوسو، مولانا یاسین، مولانا عبدالستار بھٹی، مولانا عبدالرشید، مولانا ارشاد، مفتی عبدالرؤف قریشی سمیت تمام مقامی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی، جبکہ کانفرنس کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے امیر قاری محمد انس نے کی اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا قاری محمد امجد مدنی نے انجام دیے۔ قاری محمد تصور، قاری علی اصغر، قاری عبداللہ فیض، بھائی عبدالرؤف، بھائی بلال خان سمیت جن ساتھیوں نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے محنت کی یا تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

سلام زندہ باد | فرما گئے یہ ہادیؐ لا نبی بعدی | تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

عظیم الشان ختمِ نبوّۃ کانفرنس

شالامار چوک باغبان پورہ

بعد نمازِ مغرب

بتاریخ **21 اپریل 2012** بروز **ہفتہ**

حکیم العصر محدث دوراں ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس مولانا **عبدالمجید** لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث

ولی ابن ولی
حضرت مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب مدظلہ

پیکرِ اخلاص، ولی کامل
حضرت مولانا مفتی **محمد حسن** صاحب
امیر

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- تحفظِ ناموسِ رسالت
- عقیدۂ ختمِ نبوّۃ
- عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیت
- حیاتِ عیسیٰؑ
- اصلاحِ معاشرہ

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ شمع ختمِ نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت**

رابطہ نمبرز:
0300-4304277
0300-9496702
0300-4279021